الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد 20 — جمعۃ المبارک 19/جولائی 2013ء — 9 رمضان المبارک 1434 ہجری قمری ❁ 19/وفا 1392 ہجری شمسی — شمارہ 29

روزہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مُشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ وہ اپنا کھانا اور اپنا پینا اور اپنی شہوت میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔ روزے میرے لئے ہیں اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

خطبۂ عید الفطر

حقیقی غم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا غم ہے اور حقیقی خوشی اللہ تعالیٰ کی رضا اور توبہ قبول ہونے کی خوشی ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو یہ مقصود اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے اور شیطان سے دور ہونا ہے۔ تبھی حقیقی خوشی کو پانے کی کوشش ہوگی اور تبھی حقیقی عید منانے والے ہم بن سکیں گے۔ کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جن کے غم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں اور اس کے لئے دل سے نکلی ہوئی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلا رہی ہوں۔

رمضان کے بعد کی عید جو عید الفطر کہلاتی ہے یا بڑی عید جو قربانی کی عید کہلاتی ہے ایک عید یا دو عیدوں کی طرف نہیں بلا رہی بلکہ اُن عیدوں کی طرف بلا رہی ہے جو نہ ختم ہونے والی عیدیں ہیں اور یہ عیدیں مستقل مزاجی اور استقامت دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کا ہو جانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں قربانی اور ایثار کے تسلسل سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں اپنے فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتی ہیں، یہ عیدیں اپنے نوافل کے ذریعے اپنے فرائض کو سجانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں مخالفین کی ہر قسم کی کوشش کے باوجود اپنے عہدوں کو نبھانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں شیطانی وساوس اور دنیاوی لالچوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق قائم رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عید کی خوشیاں مسلسل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

ایک مومن کے لئے تو حقیقی عید کا مزہ بھی تبھی دوبالا ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ دعاؤں کی قبولیت کے نظارے بھی دکھائے۔

خطبہ عید الفطر فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ یکم ستمبر 2011ء بمطابق یکم تبوک 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ سجدہ:31)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے، پھر استقامت اختیار کی، ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنّت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

انسان کی زندگی میں خوشی کے دن بھی آتے ہیں اور غمی کے دن بھی آتے ہیں۔ خوشی کی وجوہات بھی کئی ہیں اور یہ کئی طرح اور قسموں کی ہوتی ہے۔ اسی طرح غموں کی وجوہات بھی ہوتی ہیں اور یہ مختلف نوع کے ہوتے ہیں۔ ذاتی خوشی غمی بھی ہے، خاندانی خوشی غمی بھی ہے، جماعتی خوشی غمی بھی ہے، ملکی اور قومی خوشی غمی بھی ہے، دینی اور روحانی خوشی غمی بھی ہے۔ ایک مومن اور تقویٰ پر چلنے والے یا چلنے کی کوشش کرنے والے کے لئے خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور رضا بھی غمی اور خوشی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ غرض کہ بیشمار قسم کی خوشیاں اور غمیاں ہیں اور ان خوشیوں اور غمیوں کی بے شمار وجوہات ہیں۔ لیکن ایک مومن کے لئے دینی اور روحانی خوشی غمی اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کی خوشی غمی بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور رکھنی چاہئے۔ دینی اور روحانی خوشی کا ذریعہ اپنے بچے اور قریبی بھی بنتے ہیں۔ جب اُن کی دینی اور روحانی حالت دیکھ کر یا جب وہ دین اور روحانیت میں ترقی کر رہے ہوں تو ماں باپ کو بھی اور قریبیوں کو بھی خوشی پہنچتی ہے۔ اُن سے پیار کرنے والوں کو بھی خوشی پہنچتی ہے۔ خلیفۂ وقت کو بھی خوشی پہنچتی ہے کہ افرادِ جماعت تقویٰ میں ترقی کر رہے ہیں جو جماعت کی مضبوطی اور ترقی کا باعث ہے۔ اسی طرح دینی اور روحانی غمی کا ذریعہ بھی بچے اور قریبی بن رہے ہوتے ہیں۔ جب ماں باپ اور اُن سے محبت کرنے والے اُن کی دینی اور روحانی حالت میں تنزل دیکھتے ہیں تو ایک عجیب غم کی حالت ایسے حالات میں ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مجھے کئی ماں باپ کے، قریبیوں کے بے چینی سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں۔ بیویوں کے اور خاوندوں کے خط آتے ہیں جن میں شدید بے چینی اور تکلیف کا اظہار ہوتا ہے کہ ہمارے بچوں یا قریبیوں یا خاوندوں یا بیویوں کی روحانی حالت اور دینی وابستگی میں کمزوری واقع ہو رہی ہے جس نے ہمیں بے چین کر رکھا ہے۔ دعا کریں اُن کی حالت سدھر جائے۔ بعض جن میں بہت زیادہ بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اُن کی حالت دیکھ کر تو اُن کے قریبی یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا اِن سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر جماعت یا دین سے رُوگردان ہے تو ہمارا اور اس کا رشتہ بھی ختم ہے۔ وہ یہ لکھ تو دیتے ہیں، کہہ تو دیتے ہیں لیکن مجھے پتہ ہے کہ یہ اظہار کرتے ہوئے اور یہ تعلق توڑتے ہوئے اُن پر کس قدر غم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح خود انسان سے بعض غلطیاں ہو جاتی ہیں جو دین اور روحانیت میں گراوٹ کا باعث بنتی ہیں اور جب احساس ہوتا ہے، جب آنکھیں کھلتی ہیں کہ میں ان غلطیوں کی وجہ سے کہاں پہنچ گیا ہوں تو پھر انسان شدید غم کی کیفیت میں ڈوب جاتا ہے۔ جب غلطیوں کی وجہ سے، نظامِ جماعت کا احترام نہ کرنے کی وجہ سے اور لوگوں کے حقوق غصب کرنے کی وجہ سے سزا ہوتی ہے تو پھر احساس ہوتا ہے کہ ہم تو تباہی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ پھر معافیوں کے خطوط کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بڑی شدت سے اس بات کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے کہ ہم جماعت سے کٹ کر ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ ایسی مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہیں جس کو پانی سے باہر نکال دیا گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہماری دنیا بھی اندھیر ہوگئی ہے۔ یہ احساس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اُس احمدی میں ہوتا ہے جس کے دل میں جماعت سے محبت اور خدا کا خوف ہے۔ اور اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے ہر احمدی کے دل میں یہ احساس ہے۔ اور جب اُس سزا سے معافی ہو جائے تو ایسے لوگوں اور اُن کے خاندانوں کی خوشی بھی دیدنی ہوتی ہے۔ گویا یہ دن اُن کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔ پس ایک دنیا دار کے لئے تو دنیا کے لہو و لعب خوشیاں پہنچانے والی ہوتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے اور خدا تعالیٰ کی رضا چاہنے والے ایک احمدی کے لئے جماعت سے جڑے رہنا حقیقی خوشی کا ذریعہ بنتا ہے جس نے زمانے کے امام کو اس لئے مانا ہے کہ خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کا حکم ہے اور یہ اُس کی دنیا و عاقبت سنوار کر حقیقی

خوشیاں پہنچانے والا ہے۔لیکن کیا صرف جماعت میں آنا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اپنا نام جماعت احمدیہ کی فہرست میں شامل کروالینا ہی کافی ہے جس سے حقیقی خوشیاں ملیں؟ جس سے ہمارا ہر دن روزِ عید ہو جائے؟ نہیں، بلکہ اس کے لئے دین سے ایک تعلق، اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق، حقیقی توبہ جس سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رہے اُس کی ضرورت ہے۔اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ توبہ کیا چیز ہے؟ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا باتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے ہم دائمی خوشیاں پا سکتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ انسان کے لئے حقیقی عید کا دن تو توبہ کا دن ہے۔اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے۔یہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے''۔فرمایا ''ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بیشک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں۔لیکن ایک دن ان سب سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے، مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش۔ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پروا کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لیے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اُسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے؟ مَیں تمہیں بتاتا ہوں''۔فرمایا ''مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضبِ الٰہی کے نیچے اُسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے۔توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے اللہ تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔اب اس کے فضل سے اُس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 114-115 ۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پس وہ کیا ہی خوش قسمت ہے جو اس دن کو پالے۔

اور توبہ کس قسم کی ہونی چاہئے؟ اس بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

'' انسان کو چاہئے کہ اگر توبہ کرے تو خالص توبہ کرے''۔فرمایا ''توبہ اصل میں رجوع کو کہتے ہیں۔صرف الفاظ ایک قسم کی عادت ہو جاتی ہے''۔یعنی عادتاً توبہ کے الفاظ دہرانا یا استغفار کرنا یہ تو ایک عادت ہے کہ الفاظ دہراتے گئے۔صرف الفاظ نہیں ہونے چاہئیں ورنہ یہ تو ایک عادت ہو جاتی ہے۔فرمایا ''اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کرتے پھرو۔ بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو جیسا کہ حق ہے رجوع کرنے کا''۔اب رجوع کرنا کیا ہے؟ رجوع کرنا واپس آنے اور لوٹنے کو کہتے ہیں۔انسان اپنے بد خیالات کی وجہ سے، اپنے بد اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے یا شیطان اُس کو بہکاوے میں لانے کی کوشش کرتا ہے اور وہ اُس کے بہکاوے میں آ جاتا ہے۔اس لئے اگر انسان یہ سوچ کر مستقل توبہ کی طرف متوجہ رہے کہ مَیں نے شیطان کے حملوں سے بچنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی چمٹے رہنا ہے۔اُس سے مدد مانگنی ہے تو یہ حقیقی توبہ ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ '' جب متناقض جہات میں سے ایک کو چھوڑ کر انسان دوسری طرف آ جاتا ہے'' یعنی جو سمتیں ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں اُن میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسری طرف آ جاتا ہے۔مشرق کو چھوڑ کر مغرب کی طرف آ جاتا ہے۔شمال کو چھوڑ کر جنوب کی طرف آ جاتا ہے'' تو پھر پہلی جگہ دور ہو جاتی ہے اور جس کی طرف جاتا ہے وہ نزدیک ہوتی جاتی ہے۔یہی مطلب توبہ کا ہے کہ جب انسان خدا کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور دن بدن اُسی کی طرف چلتا ہے تو آخر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان سے دور ہو جاتا ہے اور خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے۔اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جس کے نزدیک ہوتا ہے اُسی کی بات سنتا ہے۔اس لئے ایسے انسان پر جو عملی طور پر شیطان سے دُور اور خدا سے نزدیک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فیوض اور برکات کا نزول ہوتا ہے اور سفلی آلائشوں کا گند اُس سے دھویا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 409۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ مقصود ہے جسے حاصل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔خوشی یا غمی صرف ظاہری تکلیفوں یا انعامات کے ملنے یا جماعتی تعزیرات اور معافیوں کے ہونے تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ حقیقی غم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا غم ہے اور حقیقی خوشی اللہ تعالیٰ کی رضا اور توبہ قبول ہونے کی خوشی ہے۔اس لئے ہر احمدی کو یہ مقصود اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے اور شیطان سے دور ہونا ہے تبھی حقیقی خوشی کو پانے کی کوشش ہو گی اور تبھی حقیقی عید منانے والے ہم بن سکیں گے۔کیونکہ یہ توبہ ہی ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا سکتی ہے، اُس کے قریب لا سکتی ہے۔اور جب بندے سے خدا تعالیٰ محبت کرنے لگ جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے'' (یعنی توبہ سے) '' پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرہ :223) یعنی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں۔توبہ حقیقت میں ایک ایسی شئے ہے کہ جب وہ اپنے حقیقی لوازمات کے ساتھ کی جاوے تو اس کے ساتھ ہی انسان کے اندر ایک پاکیزگی کا بیج بویا جاتا ہے جو اُس کو نیکیوں کا وارث بنا دیتا ہے۔یہی باعث ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔یعنی توبہ سے پہلے کے گناہ اُس کے معاف ہو جاتے ہیں۔.......... اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہدِ صلح باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 432۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پرانے گناہ معاف اور نیا حساب شروع ہو جاتا ہے۔پس جب ہم ایسی توبہ کی کوشش کریں گے تو اس سے زیادہ خوشی کا دن ہمارے لئے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گزشتہ گناہوں کو معاف کرتے ہوئے ہمارا دوست بن جائے۔ہمیں اُن نیکیوں کا وارث بنا دے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔اور جب یہ احساس ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا دوست بن گیا ہے تو ہر اُس چیز سے نفرت ہو گی جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے اور ہر اُس چیز سے محبت ہو گی جو خدا تعالیٰ کی محبوب ہے یا خدا تعالیٰ کو محبوب ہے۔

پھر ایک مومن کی، اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ایک شخص کی کوشش ہو گی کہ میں وہ اعمال بجا لاؤں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر انسان ایک خوف اور خشیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی تلاش میں رہے گا۔اُن حکموں کی تلاش میں رہے گا جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تا کہ اُن کو بجا لا سکے۔اُن حکموں کی تلاش میں رہے گا جن کے نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تا کہ اُن سے بچ سکے۔تا کہ کہیں پھر میرا خدا، جس نے مجھے برائیوں سے نکال کر نیکیوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور جس نے میرے گزشتہ گناہ معاف کئے ہیں، میری کسی بدعملی سے ناراض نہ ہو جائے۔گو یہ بھی ایک مخفی غم ہے انسان کی جو فکر ہے وہ فکر بھی غم میں بدل جاتی ہے۔لیکن یہ غم اللہ تعالیٰ کے دوبارہ ناراض نہ ہو جانے کے خوف اور فکر کا غم ہے جو توبہ کی طرف مسلسل متوجہ رکھتا ہے۔یہ غم اصل میں اپنے اندر خوشیاں لئے ہوئے ہے کیونکہ یہ غم اپنے مولیٰ، اپنے پیارے خدا کا حقیقی عبد بننے کے معیار حاصل کرنے کا غم ہے۔یہ غم پیار کے نئے راستے تلاش کرنے کا غم ہے جو ہزاروں لاکھوں خوشیاں لانے والا ہے۔پس ایسے غم کسی تکلیف اور برائی کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر کے اُس کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ایسے غم دنیا اور عاقبت سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں۔ایسے غم عیدوں کی خوشیوں کو دوبالا کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔حقیقت میں یہ غم نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کی تڑپ اور ایک لگن اور ایک جلن ہوتی ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ؎

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(نشانِ آسمانی روحانی خزائن جلد چہارم صفحہ 410)

پس وہ کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جن کے غم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں اور اس کے لئے دل سے نکلی ہوئی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلا رہی ہوں۔پس رمضان میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول اور اُس کی رضا پر چلنے کے لئے ہم نے جو دعائیں اور کوششیں کی ہیں، اللہ تعالیٰ کے رحم اور مغفرت کی چادر میں لپٹنے کے لئے جو دعائیں کی ہیں، اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی مطابق ڈھالنے کی جو ہم نے حقیر معمولی کوششیں کی ہیں، اللہ انہیں قبول فرمائے۔اور یقیناً وہ لوگ خوش قسمت ہیں جنہوں نے یہ کوششیں کی ہیں کیونکہ حقیقی عید تو ایسے ہی لوگوں کی ہوتی ہے جو یہ کوشش کرنے والے ہیں۔ایسے ہی لوگ ہیں جو رَبُّنَا اللّٰہ کا اِدراک رکھتے ہوئے اس کا نعرہ لگاتے ہیں اور جو رَبُّنَا اللّٰہ کا ادراک رکھتے ہوئے یہ آواز بلند کرتے ہیں۔حقیقی عید تو اُنہی کی عید ہے۔حقیقت میں یہی عید ہے جس کے حصول کی ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئے لیکن جن کی کوشش توبہ کے حصول کے معیار حاصل نہیں کر سکی، اُن کے دروازے بند نہیں ہو گئے۔اگر ہماری کمزوریاں ہمیں ہماری عبادت کے وہ معیار حاصل کرنے والی نہیں بنا سکیں جو ہدایت کے راستوں پر چلانے والے ہیں اور مستقل قائم رہنے والے راستے ہیں، ہدایت پر قائم رکھنے والے راستے ہیں جن کی وضاحت مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر کی روشنی میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی تفسیر کی روشنی میں گزشتہ دو خطبات میں بیان کی ہے تو ایسے لوگوں کے لئے مایوسی نہیں ہے۔گو رمضان کی برکات سے جو فائدہ اُٹھایا جانا تھا وہ تو نہیں اُٹھایا جا سکا لیکن اگر آج عید کے دن بھی یہ احساس ہو جائے کہ ہمیں جو حاصل کرنا چاہئے تھا وہ ہم نہیں حاصل کر سکے، اب بھی ہمیں اُس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔حقیقی توبہ کی طرف متوجہ ہوں اور یہ عہد کریں کہ اس عید نے ہمیں جھنجوڑ دیا ہے اس طرف توجہ دلا دی ہے اور ہم آج سے اپنے ہر قول اور فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائیں گے اور حقیقی توبہ کرتے ہوئے اُس کے آگے ہی جھکتے ہیں تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے یہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ کی دل سے نکلی ہوئی دعا اور آواز ہی ہے جو حقیقی عید کا دن بن جائے گی۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تمام تر طاقتوں سے رجوع اور اپنی کمزوریوں، کوتاہیوں کو پیچھے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی طرف مسلسل بڑھنا ہو گا۔قرآنِ کریم میں سے اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی تلاش کرنی ہو گی۔ان حکموں کی تلاش کرنی ہو گی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اُن حکموں کی تلاش کرنی ہو گی جن کے نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تا کہ اُن سے بچا جا سکے کیونکہ حقیقی توبہ تمام نیکیوں کے بجا لانے اور تمام برائیوں سے بچنے کی کوشش سے ہی قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔جب اس بات پر یقین پیدا ہو جائے گا کہ دنیا کی تمام خوشیاں عارضی ہیں لیکن میرا ایک ربّ ہے، ایک اللہ ہے جس سے تعلق جوڑنا ہی دنیا و آخرت کی خوشیوں اور حسنات کا وارث بنا سکتا ہے۔ وہی ایک خدا ہے جس سے تمام خوشیاں وابستہ ہیں۔وہی ایک اللہ ہے جس کی ناراضگی سے دین و دنیا اندھیر ہو جاتے ہیں اور غموں کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں۔پس اس سے مستقل تعلق اور اس کا صحیح عبد بننا حقیقی خوشیاں دلانے والا بناتا ہے۔پس یہ سوچ ہمارے اندر پیدا ہونی چاہئے۔

یہ آیت جو مَیں نے شروع میں تلاوت کی ہے اس میں اسی مضمون کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں متوجہ فرمایا ہے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ یہ اعلان خوفوں اور غموں کو دور کرتا ہے لیکن یہ واضح فرما دیا کہ رَبُّنَا اللّٰہ کا اعلان یا صرف یہ نعرہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا اور خوفوں اور غموں کو دور کرنے والا نہیں بنائے گا بلکہ مستقل مزاجی سے اس پر قائم بھی رہنا ہو گا۔ایک دفعہ کا نعرہ یا چند دن کا نعرہ یا رمضان میں دعاؤں کی طرف توجہ کر کے رَبُّنَا اللّٰہ کا اعلان کرنا کافی نہیں ہے بلکہ مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہنا ہو گا اور استقامت دکھانی ہو گی۔ جب استقلال حاصل ہو گا تو تمام برائیوں سے نفرت ہو گی، نیکیوں کے اختیار کرنے کی طرف توجہ ہو گی اور نیکیوں کی بجا آوری ہی ہے جن کے بجا لانے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر خوشخبری بھی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں بھی کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کر لیتا ہے۔ رَبُّنَا اللّٰہ کہہ کر خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو کُلّی طور پر ہر قسم کی ربوبیت سے بالا سمجھتا ہے تو تبھی سمجھا جاتا ہے کہ اللہ جو خدا تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے اُس کو ہر چیز سے مقدم رکھتا ہے اور جب اللہ ہر چیز پر مقدم ہو اور مستقل مزاجی سے اور استقامت دکھاتے ہوئے بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا رہے، اُس کی رضا کے حصول کی کوشش کرتا رہے، اُس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہے تو بندے کی استقامت بندے کے لئے اسمِ اعظم بن جاتی ہے۔ایک ایسی حالت ہو جاتی ہے جو بندے کا خدا سے مضبوط تعلق پیدا

باقی صفحہ نمبر 09 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر256

مکرم سلیم الحسنی صاحب(2)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرم سلیم الحسنی صاحب کے مختلف دینی جماعتوں سے بیزاری کے بعد جماعت احمدیہ تک پہنچنے کی داستان درج کی تھی۔اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔وہ بیان کرتے ہیں:

اعلانِ احمدیت

میں احمدیت کی صداقت کا قائل ہوکر دل سے اسے قبول کر چکا تھا لیکن اس وقت مجھے یہ علم نہ تھا کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے لہٰذا ابھی تک محلے کی مسجد میں ہی نماز ادا کرتا تھا۔ ایک روز جب میں نماز ادا کرنے کے لئے گیا تو دیکھا کہ وہاں پر ایک نوجوان جماعت احمدیہ کے خلاف بدکلامی کر رہا ہے۔ میں اس کی باتیں سن کر طیش میں آ گیا اور بے اختیار ہوکر جماعت کا دفاع کرنے لگا۔اس نے غصہ میں آ کر کہا تم تو ایسے اس جماعت کا دفاع کررہے ہو جیسے تم انہی میں سے ہی ہو۔ میں نے نہایت بے ساختگی سے جواب دیا کہ ہاں میں اس جماعت میں سے ہی ہوں۔میرے اس اعلانِ احمدیت کے بعد میرے نہایت قریبی دوست ایک ایک کر کے میرا ساتھ چھوڑ گئے۔ یہاں تک کہ دعا سلام بھی ختم ہوگئی۔اس بات نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف مزید متوجہ ہونے میں مدد دی۔اس واقعہ کے بعد میں نے بیعت ارسال کر دی۔ یہ 2007ء کی بات ہے۔

کیا تم بھی احمدی ہوگئے ہو؟!

میں ان دنوں میں رَبِّ لاَ تَذَرْنِی فَرداً وَأَنتَ خَیرُ الْوَارِثِین کی دعا بکثرت کیا کرتا تھا۔ محلے کی مسجد میں ہی جب نماز پڑھنے جاتا تو سابقہ دوستوں کی طرف سے بے رُخی اور تمسخر کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس صورتحال کی بنا پر ایک روز میں ساتھ والے محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے گیا تو وہاں مجھے میرا ایک قدیم دوست مل گیا جو صوفی ازم میں میرے ساتھ ہوا کرتا تھا۔اسے دیکھتے ہی میرے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ میری بات سنے گا۔لہٰذا میں نے اسے تبلیغ کرنے کا ارادہ کرلیا۔سلام دعا کے بعد میں نے اسے احمدیت کی تبلیغ شروع کی۔ کچھ دیر سننے کے بعد اس نے تمسخرانہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا لگتا ہے کہ تم بھی ’’علی حمدی‘‘ کی طرح احمدی ہوگئے ہو۔علی حمدی ہم دونوں کا پرانا دوست تھا۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی علی حمدی کے گھر کا رخ کیا۔اسے آزمانے کی خاطر میں نے اس سے ملتے ہی کہا: ’’أَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہُ‘‘ لیکن مجھے اس کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہ ملا۔ایک لمحے کے لئے تو مجھے شک ہونے لگا کہ شاید وہ احمدی نہیں ہے۔لیکن جب بات تھوڑی آگے بڑھی تو اس نے اپنی جیب سے ایک قصیدہ نکالا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ اس قصیدہ میں انہوں نے جماعت احمدیہ سے عشق اور اس کی صداقت کے بارہ میں بھرپور جذبات کا اظہار کیا تھا۔ اس کے بعد ہم آپس میں ملنے لگے۔ پھر علی حمدی کا بھائی اور ایک اور دوست مولدی الریحانی صاحب بھی ہمارے ساتھ شامل ہوگئے اور ہم مل کر نمازیں اور جمعہ ادا کرنے لگے۔ پھر ہمارا مرکز سے رابطہ ہوا اور مختلف احمدی احباب سے مل کر ہمیں جماعت کی عظمت اور خلافت سے تعلق کی اہمیت کا احساس ہوا بلکہ رفتہ رفتہ خلافت کے ساتھ ہمارا پکّا تعلق قائم ہوگیا۔

معرکہ میں فتح

اس عرصہ میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ہم کچھ احمدی مل کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اقتدا میں نماز ادا کررہے ہیں۔ حضور انور رحمہ اللہ نہایت خوش الحانی سے تلاوت فرماتے ہیں، پھر منظر بدل جاتا ہے اور دیکھتا ہوں کہ ہم کسی اور کمرے میں باجماعت نماز ادا کررہے ہیں لیکن اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ میں پہلی صف میں بشدّت تضرع وابتہال دعا گو ہوں۔ ایسے میں پتہ چلتا ہے کہ باہر سے بعض اشرار اس کمرہ کا دروازہ توڑ کر داخل ہونا چاہتے ہیں اور جب بھی ہم میں سے کوئی باہر نکلتا ہے تو وہ شہید ہو جاتا ہے۔ ایک ایک کر کے سب دوست نکلتے جاتے ہیں اور شہید ہوتے جاتے ہیں لیکن میں نہ تو نماز ختم کرتا ہوں نہ ہی خدا کے حضور آہ وبکا کا سلسلہ توڑتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد کمرے کا دروازہ ٹوٹتا ہے اور یہ اشرار کمرے میں دندناتے ہوئے داخل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میں اپنے اندر غیر معمولی قوت محسوس کرتا ہوں اور ایک بڑی سی لٹھ اٹھا کر مقابلے کے لئے تیار ہو جاتا ہوں۔ یہ لوہے کی لٹھ کافی لمبی ہے جس کا ایک سرا موٹا ہے۔ میں اسے پکڑ کر غیر معمولی قوت کے ساتھ چاروں طرف اندھا دھند گھماتا ہوں اور اشرار کا تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہوں۔ مجھے ان کی کھوپڑیوں اور دماغ اور ناک وغیرہ کے چیتھڑے اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ہر طرف خون بکھرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس وقت مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میرے پیچھے خلفائے مسیح موعود علیہ السلام ہیں جن کا میں دفاع کررہا ہوں۔ پھر لگتا ہے جیسے وہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اس لڑائی کے دوران مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ جب کبھی میرے دائیں بائیں سے بعض اشرار خلفائے احمدیت یا صحابہ کرامؓ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو ان خلفاء یا صحابہ کی جانب سے آگ کے شعلے لپکتے ہیں اور شریروں کو بہت پیچھے دھکیل دیتے ہیں۔ یوں کچھ دیر کے بعد یہ معرکہ ہماری فتح کے ساتھ اختتام پذیر ہوجاتا ہے۔

شاید اس رؤیا کا یہ معنی ہے کہ جو فدائیت اور اخلاص کے جذبے کے ساتھ خلافت کی حفاظت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے وہ دراصل اپنی حفاظت کا سامان کررہا ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص کو ہی فتح وکامیابی کی نوید سنائی جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ سے تعلق

میرے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں قبض وبسط کی کیفیات آتی رہیں۔اس سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مسلسل رابطہ رکھا اور آپ کی نصائح پر عمل کرتا رہا۔حضور انور کے خطوط میں اکثر یہی نصیحت ہوتی تھی کہ اپنی کوشش کبھی نہ چھوڑیں اور دعا کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔انہی ایام میں مجھے مراکش کے سفر کا موقع ملا جہاں میری ملاقات امیر صاحب جماعت فرانس مکرم اشفاق ربانی صاحب سے ہوئی جنہوں نے نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے مجھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا قمیص عطا فرمایا۔اس روز نماز تہجد میں مجھے کچھ ایسی لذت اور خشوع نصیب ہوا کہ جس کا پہلے کوئی تجربہ نہ تھا۔ اس دن سے مجھے نماز میں خاص لذّت آنے لگی اور ایک عجیب روحانی انقلاب آ گیا۔ مجھے یاد ہے کہ صوفی ازم میں تو محض پراگندہ خوابوں کے علاوہ کچھ نہ تھا لیکن اس پاک اور مبارک جماعت میں داخل ہوکر جو قرب الٰہی اور رؤیا و کشوف کے نظارے دیکھے اس نے مجھے ایمان وایقان میں بہت بڑھا دیا۔

جلسہ سالانہ یوکے

گزشتہ سال 2012ء میں ہم نے جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لئے کوشش کی تو خلاف توقع ہمیں جلسہ کے بالکل قریب کے ایام میں ویزہ مل گیا۔ اس وقت کسی ائیرلائن پر بھی کوئی سیٹ نہ ملتی تھی بالآخر جلسہ سے قبل صرف اور صرف بزنس کلاس میں جگہ ملی اور ہمیں کافی مہنگی ٹکٹ خریدنی پڑی۔ سفر شروع ہوا تو میں نے تمام دوستوں سے کہا کہ سارے راستے میں درود شریف اور دعاؤں سے رطب اللسان رہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جلسہ گاہ میں پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ جگہ جگہ ’’کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنْ مُحَمَّدٍؐ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ‘‘ کے بینرز لگے ہوئے تھے۔

ہماری رہائش جامعہ احمدیہ یوکے کی حسین وجمیل عمارت میں تھی۔ جلسہ کے ایام میں امریکن، پاکستانی، افریقن، یورپین اور عرب احمدیوں سے ملاقات اور درخواست دعا کرنے کا بھی موقع ملا۔اس موقعہ پر باہمی محبت واخوت کی آب وہوا مسحور کن تھی۔

مال کم ہونے کی بجائے بڑھ گیا

سفر سے قبل میرے ساتھیوں نے کچھ رقم یورو اور پونڈز میں تبدیل کروائی لیکن میرے پاس گنجائش نہ تھی لہٰذا میری کل پونجی 40 یورو کے برابر ٹھہری۔ ہم نے ایک پاکستانی احمدی دوست کے ذریعہ اپنی کرنسی تبدیل کروائی تھی انہوں نے میرا بھرم رکھنے کے لئے کہا کہ آپ جلسہ پر جارہے ہیں لہٰذا فکر نہ کریں کیونکہ جلسہ کے لئے آپ کی یہ رقم بھی مالِ کثیر ہے۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا کہ دیکھتے ہیں کہ یہ 40 یورو کیسے مالِ کثیر ٹھہرتا ہے؟

جلسہ کے پُرکیف ماحول میں تو جیسے مَیں خود کو بھی بھول کے رہ گیا۔کسی فارغ وقت میں میرے ساتھیوں نے کہا کہ جلسہ کے بازار سے کچھ خریداری کے لئے چلتے ہیں۔ وہاں پر ہم ’’أَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہُ‘‘ والی انگوٹھیاں بیچنے والے کے پاس گئے۔ مجھے ایک انگوٹھی بہت پسند آئی۔ جب اس کی قیمت پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ تقریباً 25 یورو کی ہے۔میرے پاس تو کل 40 یورو تھے لہٰذا اس میں سے پچیس یورو خرچ کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔میرے سارے دوستوں نے بہت کچھ خریداری کی۔دل تو میرا بھی چاہتا تھا لیکن جیب اجازت نہ دیتی تھی۔

اس کے بعد ہم بُکشاپ میں داخل ہوئے۔ میرے دوستوں نے بہت سی کتب خریدیں۔ میں ان کے ساتھ پھرتا تو رہا لیکن باوجود خواہش کے مذکورہ مجبوری کی وجہ سے کوئی کتاب نہ خرید سکا۔

جلسہ کے بعد مکرم کمال الجزائری صاحب آف لندن ہمیں ملنے کے لئے آئے انہوں نے کچھ کتب پیش کرتے ہوئے مجھے کہا کہ آپ کو جس قدر کتب کی ضرورت ہے وہ یہاں سے لے لیں۔ لہٰذا میں نے اپنی پسند کی کتب لے لیں اور یوں میری یہ حسرت پوری ہوگئی۔

پھر جب ہماری حضور انور سے ملاقات ہوئی تو حضور انور نے ہم تمام ساتھیوں کو ’’أَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہ‘‘ والی انگوٹھیاں عطا فرمائیں۔عجیب بات یہ ہے کہ میرے حصے میں آنے والی انگوٹھی بعینہٖ ویسی تھی جیسی مجھے بازار میں پسند آئی تھی لیکن قلّتِ مال کی وجہ سے خرید نہ سکا تھا۔یوں انگوٹھی کے بارہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے میری خواہش پوری کردی۔ کتب اور انگوٹھی کے بارہ میں جب اللہ تعالیٰ نے میری خواہش کو معجزانہ طور پر پورا فرما دیا تو میں نے سوچا کہ 40 یورو کے عوض اپنی اہلیہ کے لئے کوئی پرفیوم اور بچوں کے لئے کچھ چاکلیٹ خرید لیتا ہوں۔لیکن مجھے خطرہ تھا کہ کہیں یہ رقم دونوں چیزوں کے لئے ناکافی نہ ہو اور میری سفید پوشی کا بھرم نہ ٹوٹ جائے۔اسی اثناء میں ہماری ملاقات مکرم سمیر بوخطہ صاحب سے ہوئی جو قبل ازیں تیونس آتے رہتے تھے اس لئے ان سے ہمارا بہت پیار اور احترام کا تعلق قائم ہوگیا تھا۔انہوں نے ملتے ہی مجھے ایک بیگ پکڑاتے ہوئے کہا کہ یہ میری اہلیہ کی طرف سے آپ کی اہلیہ کے لئے تحفہ ہے۔ بعد میں جب میں نے دیکھا تو یہ ایک لیڈیز پرفیوم تھا۔ یوں تیسری بار اللہ تعالیٰ نے میری خواہش خود پوری فرمادی اور میری قلیل رقم میری جیب میں ہی محفوظ رہی۔

اب میں نے بچوں اور بعض ہمسایوں کے لئے کچھ چاکلیٹ خریدنے کا ارادہ کیا۔ چاکلیٹ خریدنے گئے تو مکرم تمیم ابو دقہ صاحب ہمارے ساتھ تھے۔ میں ابھی ادائیگی کرنے ہی والا تھا کہ مکرم تمیم صاحب نے زبردستی میری جیب میں کچھ رقم ڈالتے ہوئے کہا یہ چاکلیٹ میری طرف سے اپنے بچوں کے لئے لے جائیں۔ مجھے اس صورتحال کا سامنا کرکے بہت شرمندگی ہوئی۔ میرے بار بار کے انکار کے باوجود ان کا اصرار قائم رہا۔ بہرحال میں نے اپنے بچوں اور ہمسایوں کے لئے بھی چاکلیٹ وغیرہ خرید لئے اور کچھ پیسے بچ بھی گئے۔ بالآخر جب میں گھر واپس لوٹا تو تمام تحائف کے ساتھ میری جیب میں 40 کی بجائے تقریباً 50 یورو تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مبارک سفر میں مال کی برکت کا یہ عجیب نشان دکھایا کہ میرے بیگ میں مطلوبہ تمام تحائف بھی موجود تھے اور میرا مال کم ہونے کی بجائے بڑھ گیا۔

عالمی بیعت اور حضور انور سے ملاقات

عالمی بیعت سے ایک روز قبل وفورِ شوق سے عجیب حالت تھی۔ اسی حالت میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی انگشتِ شہادت سے میری طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔ جب بیدار ہوا تو میرے دل میں یہی خیال آیا کہ مَیں عالمی بیعت میں حضور انور کے قریب ہوں گا۔ اور ایسے ہی ہوا کیونکہ میرے اور حضور انور کے درمیان صرف ایک شخص تھا اور وہ اردن کے مکرم غانم احمد غانم صاحب تھے۔

پھر جب ملاقات ہوئی تو اس سے قبل ہم نے اس کی ذہنی طور پر بہت کچھ تیاری کی تھی لیکن جب حضور انور کے دفتر میں حاضر ہوئے تو شروع شروع میں تو ایسے لگا جیسے الفاظ زبان کا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ میرے دل کی دھڑکن بہت تیز ہورہی تھی، مَیں اس حالت میں زیرلب دعاؤں میں مصروف تھا لیکن کبھی کبھی کن اکھیوں سے حضور انور کے چہرۂ مبارک پر ایک نگاہ ڈال لیتا تھا۔ شاید حضور انور نے ہماری گھبراہٹ کو نوٹ فرما لیا اور خود ہی ایسے لطف وکرم اور شفقت کا سلوک فرمایا کہ ہماری گھبراہٹ کی حالت جاتی رہی اور چند لحات میں ہی ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے ہم ایک قدیمی اور نہایت شفیق دوست کے ہمراہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد حضور انور نے ہمیں ’’أَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہُ‘‘ والی انگوٹھیاں عطا فرمائیں جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ہماری ملاقات تقریباً پینتیس منٹ تک جاری رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کا مُحسِن

(حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے موضوع پر
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خطاب فرمودہ 17 جون 1928ء بمقام قادیان)

(قسط14۔آخری)

عزت کی قربانی

عزت کی قربانی بہت بڑی قربانی ہے اور بہت کم لوگ اس کی جرأت رکھتے ہیں۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً صلح حدیبیہ ہی کا واقعہ ہے کہ جب معاہدہ لکھا جانے لگا تو آپ نے لکھایا کہ یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور مکہ والوں کے درمیان ہے۔ حضرت علیؓ یہ معاہدہ لکھ رہے تھے۔ کفار نے کہا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو کیونکہ ہم آپ کو رسول نہیں مانتے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اسے مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے جو محبتِ رسول کے متوالے تھے کہا مجھ سے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ کا لفظ لکھ کر کاٹ دوں۔ آپ نے فرمایا کاغذ میری طرف کرواور رسول اللہ کا لفظ آپ نے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ (بخاری کتاب الصلح باب کیف یکتب هذا ماصالح فلان ابن فلان و فلان ابن فلان ان لم ینسبه الی قبیلتهٖ او نسبهٖ)۔

صلح اور امن کی خاطر اس قسم کی قربانی بہت کم لوگ کر سکتے ہیں۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اُس وقت فاتح کی حیثیت میں تھے۔ آپ کا لشکر جنگ کے لیے بیتاب ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ مکّہ والوں کے بیجا مظالم کو دیکھ دیکھ کر جوش سے اُبل رہا تھا۔ اہلِ مکہ اُس وقت بالکل بے بس تھے، اُن کا لشکر تھوڑا اور اُن کے مددگار دُور تھے۔ پس اُن کی اِن ہتک آمیز باتوں کا علاج آپ فوراً کر سکتے تھے۔ مگر آپ کے سامنے یہ بات تھی کہ وہ مقام جسے خدا تعالیٰ نے اس لیے مقرر کیا ہے کہ وہاں لوگ امن سے اکٹھے ہوکر اصلاحِ نفس اور اصلاحِ عالَم کی طرف توجہ کرسکیں اُس جگہ جنگ نہ ہو اور اس کی دیرینہ عزت کو صدمہ نہ پہنچے۔ پس اس کی خاطر ہر ایک ہتک کا کلمہ سنتے تھے اور خاموش ہو جاتے تھے۔

دوسری مثال اِس قسم کی قربانی کی یہ ہے کہ اُس زمانہ میں مکہ میں غلاموں کو بہت ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ اور رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ بہت معزز تھا۔ بڑے بڑے قبیلوں والے اِس قبیلہ کو لڑکیاں دینا فخر سمجھتے تھے۔ مگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی ایک آزاد شدہ غلام سے کر دی۔ یہ عزت کی کتنی بڑی قربانی تھی۔ آپ نے اس طرح عملی قربانی سے لوگوں کو سبق دیا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک سب انسان برابر ہیں۔ فرق صرف نیکی، تقویٰ، اخلاص اور اخلاق سے پیدا ہوتا ہے۔

تیسری مثال اِس قسم کی قربانی کی یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی آیا جس کا آپ نے قرضہ دینا تھا۔ اُس نے آکر سخت کلامی شروع کی۔ اور گو ادائیگی قرض کی میعاد ابھی پوری نہ ہوئی تھی مگر آپ نے اس سے معذرت کی اور ایک صحابی کو بھیجا کہ فلاں شخص سے جا کر کچھ قرض لے آؤ اور اس یہودی کا قرض ادا کر دیا۔ جب وہ یہودی سخت کلامی کر رہا تھا تو صحابہؓ کو اس یہودی پر سخت غصہ آیا اور ان میں سے بعض اسے سزا دینے کے لیے تیار ہوگئے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ اسے کچھ مت کہو کیونکہ میں نے اس کا قرض دینا تھا اور اس کا حق تھا کہ مجھ سے مطالبہ کرتا۔ (بخاری کتاب الاستقراض باب استقراض الأبل)۔

جس وقت کا یہ واقعہ ہے اُس وقت آپ مدینہ اور اس کے گرد کے بہت سے علاقہ کے بادشاہ ہو چکے تھے۔ اور ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس حالت میں آپ کا اس یہودی کی سختی برداشت کرنا عزت کی کس قدر عظیم الشان قربانی تھا۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ یہودی مسلمان ہوگیا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتة من أرض الشام)

چوتھی مثال اِس قسم کی قربانی کی یہ ہے کہ آپ نے اپنے خاندان کے لوگوں کو کئی دفعہ ایسے آدمیوں کے ماتحت کیا جو خاندانی لحاظ سے ادنیٰ تھے۔ چنانچہ زید بن حارثہؓ جو آپ کے آزاد کردہ غلام تھے اُن کے ماتحت آپ نے حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفرؓ طیّار کو ایک فوج میں بھیجا۔

اِسی طرح ابولہب کے دو بیٹوں سے آپ کی دو بیٹیاں بیاہی ہوئی تھیں۔ اُس نے دھمکی دی کہ اگر آپ توحید کی تعلیم ترک نہ کریں گے تو میں اپنے بیٹوں سے کہہ کر آپ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دلوا دوں گا۔ مگر آپ نے پروا نہ کی۔ اور اس بدبخت نے اپنے بیٹوں سے کہہ کر آپ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دلوا دی۔

اُوپر کی مثالوں کے علاوہ مکہ میں آپ پر غلاظت ڈالی جاتی، منہ پر تھُوکا جاتا، تھپڑ مارے جاتے، آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر کھینچا جاتا اور ہر طرح ہتک کرنے کی کوشش کی جاتی۔ مگر آپ یہ سب باتیں برداشت کرتے کہ خدا تعالیٰ کے نام کی عزت ہو۔ آپ مکہ میں صادق اور امین کہلاتے تھے۔ اپنی قوم کی ترقی کا بیڑا اٹھانے کے بعد آپ کا نام کاذب اور جاہ طلب رکھا گیا۔ پہلی عزت سب مٹ گئی۔ پہلا ادب نفرت اور حقارت سے بدل گیا۔ مگر آپ نے یہ سب کچھ برداشت کیا تا کہ دنیا میں نیکی اور تقویٰ قائم ہو اور دنیا جہالت اور توہّم پرستی سے آزاد ہو۔

وطن کی قربانی

وطن ہر ایک کے لیے ایک عزیز چیز ہوتی ہے۔ لوگ اس کے لیے اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنا وطن عزیز تھا اور آپ اسے چھوڑنا نہ چاہتے تھے۔ مگر آپ نے خدا کے لیے اس کی بھی قربانی کی۔ آپ کو وطن سے جو محبت تھی اُس کا پتہ اِس سے ملتا ہے کہ جب آپ وطن چھوڑنے لگے تو آپ کو اِس کا بہت صدمہ ہوا۔ اور آپ نے دردناک الفاظ میں مکہ کی طرف دیکھ کر اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مکہ! مجھے تو بہت ہی پیارا ہے مگر افسوس کہ تیرے رہنے والے مجھے یہاں نہیں رہنے دیتے۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد2 صفہ 31 مطبوعہ مصر 1935ء)۔

یہ تو وطن کی وہ قربانی تھی جو آپ نے مجبوری کی حالت میں کی۔ مگر اس کے بعد آپ نے وطن کی ایسی شاندار قربانی کی کہ جس کی نذیر نہیں ملتی۔ مکہ سے نکالے جانے کے آٹھ سال بعد آپ پھر مکہ کی طرف واپس آئے اور اس دفعہ آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ مکہ کے لوگ آپ کا مقابلہ نہ کر سکے اور مکہ آپ کے ہاتھوں پر فتح ہوا۔ اور آپ اسی مکہ میں جس میں سے صرف ایک ہمراہی کے ساتھ آپ کو افسردگی سے نکلنا پڑا تھا ایک فاتح جرنیل کی صورت میں داخل ہوئے۔ وہ لوگ جو آپ کو نکالنے والے تھے یا مارے جا چکے تھے یا اطاعت قبول کر چکے تھے۔ اور مکہ آپ کو اپنی آغوش میں لینے کے لیے ایک مضطرب ماں کی طرح تڑپ رہا تھا۔ لیکن باوجود اِس کے کہ آپ کو اس شہر سے بہت محبت تھی اور وہاں خانہ کعبہ تھا آپ نے اسلام کی خاطر اور اُس قوم کی خاطر جس نے تکلیف کے وقت آپ کو جگہ دی تھی اور اُس کا دل رکھنے کے لیے مکہ کی رہائش کا خیال نہ کیا اور واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ یہ آپ کی وطن کی دوسری قربانی تھی۔

آرام کی قربانی

آپ نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ اور ساری عمر اٹھائیں۔ مکہ میں تو کفار دُکھ دیتے ہی رہے مگر مدینہ میں بھی منافقوں نے آرام نہ لینے دیا۔ علاوہ ازیں آپ سارا سارا دن اور آدھی آدھی رات تک کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کرتے۔ اس طرح آپ نے اپنی آسائش اور آرام کو قربان کر دیا۔ آپ نے نہ اچھے کپڑے پہنے اور نہ اچھے کھانے کھائے۔ عورتوں نے مال کا مطالبہ کیا تو انہیں جواب دیا میری زندگی میں تو تمہیں مال نہیں مل سکتا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو آرام کی قربانی سے تعلق رکھتی ہیں۔

رشتہ داروں کی قربانی

آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کس طرح رشتہ داروں کی قربانی کے لیے تیار رہتے تھے۔ اس کی مثال کے طور پر ایک تو اس واقعہ کو پیش کیا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت نے چوری کی۔ وہ ایک بڑے خاندان سے تھی، لوگوں نے اس کی سفارش کی آپ اس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ انصاف اور عدل کی خاطر میں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ اگر فاطمہ میری بیٹی سے بھی ایسا فعل سرزد ہوتا اسے بھی سزا دی جائے گی۔ (بخاری کتاب الحدود باب کراهية الشفاعة فی الحد)

یہ واقعہ تو آپ کے قلبی خیالات پر دلالت کرتا ہے۔ مگر عملی ثبوت بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ باوجود اس کے کہ صحابہؓ آپ کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لیے تیار تھے آپ خطرناک سے خطرناک مقامات پر اپنے رشتہ داروں کو بھیجتے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو ہر میدان میں آگے رکھتے۔ اسی طرح حضرت حمزہؓ کو۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائیوں میں آپ کے عزیز رشتہ دار مارے گئے چنانچہ حضرت حمزہؓ اُحد کی لڑائی میں، حضرت جعفرؓ شام کے سریّہ میں مارے گئے۔ اول الذکر آپ کے چچا اور ثانی الذکر آپ کے چچازاد بھائی تھے۔

جان کی قربانی

جان کی قربانی بھی بہت بڑی قربانی ہے حتّٰی کہ بعض لوگ غلطی سے صرف اِسی قربانی کو قربانی سمجھ بیٹھے ہیں۔ آپ نے اس قربانی کو بھی خدا تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے لیے پیش کیا۔ اشاعتِ حق کے لیے ہر خطرہ کو برداشت کیا۔ چنانچہ مکہ میں آپ پر اشاعتِ توحید کی وجہ سے مکہ والوں نے سخت سے سخت ظلم کیا اور آپ کے مارنے پر انعامات مقرر کئے۔ مگر آپ نے ذرہ بھر بھی اپنی جان کی پروا نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ جان کے خطرے سے استغناء کیا۔ چنانچہ آپ بے دھڑک ہوکر سخت سے سخت دشمنوں کے پاس تبلیغ کے لئے چلے جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ تن تنہا طائف تبلیغ کے لیے چلے گئے۔ حالانکہ طائف اُن لوگوں کے اثر کے نیچے تھا جو آپ کے سخت دشمن تھے۔ وہاں جا کر تبلیغ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے رؤسا نے آپ کے پیچھے لڑکوں اور کتّوں کو لگا دیا۔ جو آپ پر پتھر پھینکتے تھے اور آپ کو کاٹتے تھے۔ وہ کئی میل تک آپ کا تعاقب کرتے آئے اور آپ پر اِس قدر پتھر پڑے کہ آپ کا سب جسم لہولہان ہوگیا اور جُوتیوں میں خون بھر گیا۔ آپ بعض دفعہ زخموں کی تکلیف اور خون کے بہنے کی وجہ سے گر جاتے تھے تو وہ کم بخت آپ کے بازو پکڑ کر آپ کو کھڑا کر دیتے تھے اور پھر مارنے لگتے۔

اِسی طرح ایک دفعہ رات کے وقت شور پڑا اور سمجھا گیا کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ صحابہؓ اِس شور کو سُن کر گھروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہونے لگے تا تحقیق کریں کہ شور کیسا ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر چڑھے ہوئے جنگل سے واپس آرہے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ آپ تن تنہا شور کی وجہ دریافت کرنے کے لیے چلے گئے تھے تا ایسا نہ ہو کہ دشمن اچانک مدینہ پر حملہ کر دے۔ (بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق)

ایک اَور مثال جان کی قربانی کی غزوہ حنین کا واقعہ ہے۔ غزوہ حنین میں بہت سے ایسے لوگ شامل تھے جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے بعد قومی جوش کی وجہ سے شامل ہو گئے تھے۔ ہوازن کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر وہ لوگ پسپا ہو گئے۔ اور ان کے بھاگنے سے صحابہؓ کی سواریاں بھی بھاگ پڑیں۔ اور چار ہزار دشمن کے مقابلہ میں صرف رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اور بارہ صحابی رہ گئے۔ اُسوقت چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ اور وہاں کھڑے رہنے والے کے مارے جانے کا سو فیصدی احتمال تھا۔ صحابہؓ نے چاہا کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو واپس لوٹائیں اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ نے گھوڑے کی باگ پکڑ کر واپس کرنا چاہا۔ مگر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باگ چھوڑ دو اور بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھ گئے۔ اور فرمایا: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ۔ (مسلم کتاب الجهاد

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے مقاصد عالیہ کا تذکرہ اور احباب جماعت کو اہم نصائح۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی ہر سال چار پانچ مساجد بنا رہی ہے اور مجھے ان کے افتتاح کا موقع بھی ملتا ہے اور تقریباً ہر جگہ میں یہی کہتا ہوں کہ اس مسجد کے بننے کے بعد اس مسجد کے علاقے میں رہنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ صرف مسجد بنا کر اُس میں نمازیں پڑھنے کے لئے آجانا کوئی کمال نہیں ہے، چاہے پانچ نمازوں پر ہی آپ مسجد میں آرہے ہوں۔

اصل چیز یہ ہے کہ اس مسجد سے آپس کے تعلقات میں بھی مضبوطی پیدا ہو اور ان علاقوں کے لوگوں میں بھی اسلام کی خوبصورت تصویر ہر احمدی کے عمل سے ظاہر ہو رہی ہو۔

(خطبہ جمعہ سے جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا افتتاح۔ جماعت احمدیہ امریکہ اور کبابیر کے جلسوں کا آغاز بھی آج سے ہی ہو رہا ہے۔)

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 28 جون 2013ء بمطابق 28 احسان 1392 ہجری شمسی بمقام جلسہ گاہ۔ کالسروئے، جرمنی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو آج سے اپنے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ تین دن تک جاری رہے گا۔ دنیا کے بعض اور ممالک خاص طور پر امریکہ اور کبابیر وغیرہ کے بھی جلسے ان دنوں میں ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے امراء نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ انہی دنوں میں ہمارا بھی جلسہ ہو رہا ہے، اس لئے ہمارا بھی ذکر کر دیا جائے۔ اس وقت امریکہ میں تو بہت صبح ہو گی۔ کبابیر میں بھی جمعہ کا وقت شاید گزر چکا ہو۔ امریکہ کا جمعہ تو اس وقت شاید پانچ یا چھ گھنٹے کے بعد شروع ہو گا۔ تاہم آخری دن یعنی اتوار کو اُن کا اختتام کا وقت بھی تقریباً یہی ہے جب یہاں انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ کا اختتام ہو رہا ہو گا۔ تو اس لحاظ سے وہ بھی جلسہ کے اختتامی خطاب اور دعا میں شامل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک ہی دنوں میں مختلف ممالک کے جلسوں کا انعقاد اس لحاظ سے فائدہ مند بھی ہو جاتا ہے کہ لائیو (Live) خطبات سے مختلف ممالک کے لوگ جو اپنے ملکوں کے جلسوں کے لئے جمع ہوتے ہیں، استفادہ کر لیتے ہیں، ان میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور جماعت کی ایک بڑی تعداد تک خلیفۂ وقت کی بات پہنچ جاتی ہے۔ بیشک دنیا میں جماعت کا ایک خاصہ حصہ جلسوں کے لائیو پروگرام کو سنتا ہے۔ لیکن پھر بھی میرے اندازے کے مطابق ایک بہت بڑی تعداد ہے جو نہیں سن رہی ہوتی۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا امریکہ والے یا بعض اور جگہوں کے احمدی جن کے ہاں ان دنوں میں جلسے ہو رہے ہیں، آخری دن کے جلسے میں شامل ہو جائیں گے، لیکن آج جمعہ پر بھی بہت سوں کی توجہ ہو گی۔ بیشک اُن ممالک کے وقت سے مطابقت نہیں رکھتا لیکن کیونکہ جلسہ کی نیت سے اکثر لوگ آئے ہوتے ہیں، بلکہ جلسہ میں شامل ہی جلسے کی نیت سے ہوتے ہیں، اس لئے اپنے اپنے وقتوں کے مطابق جہاں بھی ہوں، خطبہ یا تقریریں سن لیتے ہیں۔ یعنی عام حالات کی نسبت زیادہ بڑی تعداد یہ سن لیتی ہے۔

آج کے خطبہ میں مَیں جلسہ سالانہ کے حوالے سے جلسہ کے مقاصد کے بارے میں یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں۔ یعنی وہ مقاصد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے بیان فرمائے ہیں۔ یاد دہانی کی ضرورت رہتی ہے تا کہ جلسے کے دنوں میں خاص توجہ رہے اور بعد میں بھی ان باتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت کے مطابق ان کا اظہار ہر احمدی کے عمل سے ہوتا رہے۔ اس بات کا انحصار بھی انسان کی اپنی توجہ پر ہے کہ کتنی دیر توجہ قائم رہتی ہے۔ آجکل کیونکہ دنیا کے دوسرے کاموں اور بکھیڑوں میں بھی انسان پڑا ہوا ہے اس لئے اکثر دنیاداری غالب آجاتی ہے جس سے فرائض اور نوافل کی ادائیگی میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ جلسوں میں شامل ہونے کے بعد بعض احمدی مجھے لکھتے ہیں کہ جلسے کے تین دنوں میں ہماری کایا پلٹ گئی ہے۔ یہ تین دن تو یوں گزرے جیسے ہم کسی اَور ہی دنیا میں تھے۔ ایک خاص روحانی ماحول تھا۔ دعا کریں کہ بعد میں بھی یہ حالت قائم رہے۔ تو بہر حال یہ حالت ہے جو جلسے کے دنوں میں غالب ہوتی ہے اور اس کا اثر ہر شامل ہونے والے پر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کی ایمانی حالت کے مطابق یہ اثر رہتا ہے۔ بعض تو جلسہ کے فوراً بعد یہ بھول جائیں گے اور بھول جاتے ہیں کہ جلسے کی تقریریں سننے کے دوران ہم نے اپنے آپ سے کیا کیا عہد کئے تھے۔ اپنے خدا سے عہد کئے تھے کہ ان نیکیوں کو جاری رکھیں گے۔ بعض چند دن اس اثر کو قائم رکھیں گے۔ بعض چند ہفتے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو چند مہینے تک یہ اثر قائم رکھیں گے۔ یہ حقائق ہیں جن سے ہم آنکھیں نہیں پھیر سکتے۔ اور چند ایک ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر اس نیک ماحول کا اثر سالوں رہتا ہے۔ پس اکثریت کیونکہ تھوڑا عرصہ اثر رکھتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بار بار نصیحت کرنے کا بھی فرمایا ہے۔ بار بار ایسے ماحول کے پیدا کرنے کا کہا ہے جو مومنوں کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا رہے۔ اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا رہے۔ اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا رہے۔ اُن کو اپنے عملوں کی خود نگرانی کرنے کی طرف توجہ دلاتا رہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسوں کا اجراء فرما کر ہم پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ جس سے ہمیں اپنی اصلاح کا اور روحانی غذا کے حصول کا ایک اجتماعی موقع مل جاتا ہے۔ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہونے کا موقع مل جاتا ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا، اب مَیں اس وقت جلسہ کے مقاصد اور اس کی غرض وغایت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں ہی کچھ کہوں گا۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جلسہ پر آنے والوں کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک احمدی کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ مَیں شروع کروں انتظامیہ مجھے رپورٹ دے کہ آخر تک آواز صحیح جا رہی ہے؟ یا آخر میں جو بیٹھے ہوئے ہیں کوئی ہاتھ کھڑا کر کے بتا دیں کہ آواز ٹھیک ہے؟ اچھا ٹھیک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور اُن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی اُن میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

ان چند فقرات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حقیقی احمدی کے لئے زندگی کا

پورا لائحہ عمل بیان فرما دیا ہے۔ فرمایا کہ جلسہ میں شامل ہونے والوں میں ایسی تبدیلی ہو کہ وہ زُہد میں ایک نمونہ ہوں۔ انسان اگر غور کرے تو اس ایک لفظ میں ہی اتنی بڑی نصیحت ہے کہ برائیوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنے آپ کو دنیاوی تسکین کے سامان سے روکنا، دنیاوی خواہشات سے روکنا، اپنے جذبات کو، غلط جذبات کو ابھرنے سے روکنا۔ اس طرح روکنا کہ تمام دروازے ان خواہشات کے بند ہو جائیں تاکہ خواہش پیدا ہی نہ ہو۔

اب اگر دیکھا جائے تو دنیا میں جو خدا تعالیٰ نے چیزیں پیدا کی ہیں ان سے انسان مکمل طور پر قطع تعلق تو نہیں کر سکتا۔ تو اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اس طرح روک لو کہ دنیا سے کٹ جاؤ۔ زُہد یہ ہے کہ دنیا کی ان چیزوں کی جو ناجائز خواہشات ہیں، اُن سے اپنے آپ کو روک لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کی تحدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ان سے فائدہ نہ اُٹھانا بھی خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے یہ عہد کیا کہ ہم روزے ہی رکھتے رہیں گے۔ روزانہ روزے رکھیں گے۔ شادی نہیں کریں گے۔ عورت کے قریب نہیں جائیں گے۔ ساری ساری رات نمازیں ہی پڑھتے رہیں گے۔ جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ دوسرے دنیاوی کام اور گھر کے کام کاج بھی کر لیتا ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے۔ پس جو شخص مجھ سے منہ موڑے گا، وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ فرمایا کہ یاد رکھو کہ میں تم لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے تابع رکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح حدیث نمبر 5063)

پس اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی زُہد یہ ہے کہ صرف دنیاوی خواہشات اور ان کی تسکین مطمح نظر نہ ہو بلکہ جو اُن میں سے بہترین ہے وہ لو اور اعتدال کے اندر رہتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے ان دنیاوی چیزوں سے فائدہ اُٹھاؤ گے تو یہ زُہد ہے۔ اگر یہاں آ کر ان مغربی ممالک کی آزادی کی وجہ سے یہاں کی ہر چیز میں خواہشات کی تسکین کا لالچ تمہیں اپنی طرف کھینچ رہا ہے تو پھر تمہارا جلسوں پر آنا بے فائدہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا بھی بے فائدہ ہے۔ پس فرمایا اپنے اندر زُہد پیدا کرو کیونکہ یہ پیدا کرو گے تو تقویٰ کی حقیقی روح کی بھی پہچان ہوگی۔ تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہی ہے کہ ہر وقت یہ خوف دل میں رکھنا کہ میرے سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف سزا کے ڈر سے نہ ہو بلکہ اس طرح ہو جس طرح ایک بہت قریبی دوست کی یا قریبی عزیز کی ناراضگی کا خوف ہوتا ہے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں پر حاوی ہو جائے اور ایسی محبت کی حالت بھی اُس وقت طاری ہو سکتی ہے جب خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہو اور اس کا عرفان ہو۔ جب محور خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔ پس یہ وہ معیار ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس معیارِ تقویٰ کو ہم میں پیدا کرنے کے لئے بارہا مختلف رنگ میں ہمیں نصائح فرمائی ہیں۔ آپ اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں کہ

’’اپنی جماعت کی خیرخواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ (النحل:129)۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 7۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس جب جماعت کے افراد کو بار بار اس بات کی نصیحت کی جاتی ہے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ زمانے کے مامور کی بیعت میں آ کر جب ہم یہ دعویٰ اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جن سے اس بیعت کی وجہ سے خدا راضی ہوا ہے یا ہم نے اس لئے بیعت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کریں۔ اگر اس پر عمل نہیں تو یہ دعویٰ محض دعویٰ ہوگا۔ اگر ہمارے قدم تقویٰ کی طرف نہیں بڑھ رہے تو یہ صرف دعویٰ ہے۔

یہ آیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے یہ تقویٰ کی وضاحت بھی کرتی ہے کہ تقویٰ اُن لوگوں کا ہے جو محسنوں میں سے ہیں اور محسن کے معنی ہیں کہ جو دوسروں سے اچھائی کا سلوک کرتے ہیں۔ جو اُن کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے ہیں۔ جو علم رکھنے والے ہیں اور یہ علم اُنہیں تقویٰ کی راہوں پر چلانے والا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی بھی خوبصورتی دیکھیں۔ پہلے زُہد کی طرف توجہ دلائی کہ اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کرو۔ پھر تقویٰ اختیار کرنے کا فرماتے ہوئے اللہ کے کلام سے وہ مثال پیش فرمائی جس میں یہ تلقین ہے کہ اپنے جذبات کو دوسروں کے جذبات کے لئے قربان کر کے اُنہیں فیض پہنچاؤ۔ تو متقی بن کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بن جاؤ گے۔

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اُس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے۔ تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے، یا کیسے ہی رُوبدنیا تھے، تمام آفات سے نجات پاویں۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 7۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کے اعلان کے متعلق فرمایا کہ بیعت کا اعلان کوئی معمولی اعلان نہیں ہے، فرمایا، تم جو اعلان کرتے ہو، تو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کیونکہ میرا دعویٰ مامور ہونے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام کے لئے بھیجے جانے کا ہے کہ میرے ذریعہ سے دنیا کی اصلاح ہوگی۔ میرے ذریعہ سے اب بندے کو خدا تعالیٰ کی پہچان ہوگی اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوگا۔ میرے ذریعہ سے اور میرے ماننے والوں کے ذریعہ سے اُن اعلیٰ اخلاق کا اظہار اور ترویج ہوگی جن کے کرنے کی خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترنے والی آخری شرعی کتاب میں تلقین فرمائی ہے۔ قرآنِ کریم میں تلقین فرمائی ہے۔

پس حقوق العباد کے لئے ہر قسم کے بغضوں اور کینوں سے اپنے آپ کو نکالنا ہوگا۔ یا ہر قسم کے بغض اور کینے اپنے دلوں سے نکالنے ہوں گے۔ اپنے دلوں کو آئینے کی طرح صاف کرنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر قسم کے شرکوں سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہوگا۔ دنیا کا خوف یا دنیاداروں کا خوف، یا دنیاداری کی طرف رجحان، جس سے انسان خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے، جس سے اُس کی عبادت کے معیار میں کمی آتی ہے، ان سب سے بچو گے تو تبھی بیعت کے حقدار کہلاؤ گے۔ اور یہ بجز تقویٰ کے ممکن نہیں۔ اگر بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو یہ پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر کے اپنی اصلاح کرو۔ یہ پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو، اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ تم بہت سی آفات سے نجات پا جاؤ گے۔ اس بارے میں آپ علیہ السلام نے بڑے سخت الفاظ میں اور بڑی سختی سے تنبیہ بھی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ ویسا ہی قہّار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ اُن کا دعویٰ اور لاف وگزاف تو بہت کچھ ہے اور اُن کی عملی حالت ایسی نہیں تو اُس کا غیظ وغضب بڑھ جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 7۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ نہ کرے کہ ہم کبھی خدا تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دیکھنے والے ہوں بلکہ ہم ہمیشہ تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اُس کا رحم اور فضل مانگنے والے ہوں اور اُس کے رحم اور کرم کو ہی حاصل کرنے والے ہوں۔ یہ معیار حاصل کرنے کے لئے ہماری کیا حالت ہونی چاہئے اور کیا ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے، اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض، دوسرے نوافل۔ فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو جیسے قرضہ کا اتارنا یا نیکی کے مقابل نیکی۔‘‘ اب یہ بعض لوگ قرضے تو لے لیتے ہیں اُن کے اتارنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ فرمایا یہ قرضے کا اتارنا یا نیکی کوئی تمہارے سے کرے تو اُس کے مقابل پر نیکی تو تمہارے فرائض میں داخل ہے۔ ’’ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ فرمایا ’’ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔ جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا۔ یہ نوافل ہیں......مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا وَلی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اُس کے ہاتھ، پاؤں حتی کہ اُس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 9۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہمارا خدا ہے جو نہ صرف ہر عمل کو نوازتا ہے بلکہ ایسے بندے کا ولی ہو جاتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی دوستی اور حفاظت کے ایسے راستے کھلتے ہیں کہ انسان کی سوچ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

لیکن یہ مقام کب ملتا ہے؟ فرمایا ایسی حالت میں کہ تم احسان کے بدلے احسان کرو۔ تمہارے سے کوئی نیکی کرے تو اس بات کی تلاش میں رہو کہ اب اس نیکی کا بدلہ کس طرح اُتار سکتا ہوں۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ فرمایا کہ برابر کا احسان تو ایک بدلہ ہے، ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ احسان سے بڑھ کر احسان کر کے بدلہ اُتارے۔ اب دیکھیں جس معاشرے میں یہ صورتحال پیدا ہو جائے کہ ایک نیکی کے بدلے میں دوسرا بڑھ کر نیکی کر رہا ہو اور ہر ایک اس بات پر توجہ دینے والا ہو اور اس عمل کو بجا لا رہا ہو کہ ایک نے نیکی کی، اس کے جواب میں پہلا پھر بڑھ کر احسان اُتارنے کی فکر میں ہو تو ایسا معاشرہ جو ہے کبھی خود غرضوں کا معاشرہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ امن، پیار اور محبت کا معاشرہ بن جائے گا۔ اور جب یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کیا جا رہا ہو تو پھر خدا جو دلوں کا حال جاننے والا ہے اور سب سے بڑھ کر بدلہ دینے والا ہے، اُس کی عنایتوں اور نوازشوں کا تو کوئی حساب و شمار نہیں ہے۔ پس وہ پھر اس طرح نوازتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

پس یہ وہ روح ہے جو ہم میں پیدا ہونے کی ضرورت ہے کہ نیکیاں کرنی ہیں، بے غرض ہو کر کرنی ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنی ہیں۔ ہماری عبادتوں میں بھی فرائض کے ساتھ نوافل ہوں، اس لئے کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں اور ہمارے دوسرے اعمال کے ساتھ بھی نوافل ہوں اور کسی دنیاوی مقصد کے لئے نہ ہوں۔ احسان کا بدلہ احسان کسی بندے سے مفاد حاصل کرنے کیلئے نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو تو یہ حقیقی تقویٰ ہے۔ پھر یہ وہ مغز ہے جس کی قدر خدا تعالیٰ فرماتا ہے، ورنہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری ظاہری عبادتوں اور ظاہری قربانیوں سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر ہم نماز پڑھتے ہیں جس کے پڑھنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے بلکہ فرائض میں داخل ہے اور عبادت کی معراج بھی نماز ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ (الذاریات: 57) کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور پھر نماز کے قائم کرنے کا، مردوں کے لئے باجماعت پڑھنے کا، باقاعدہ پڑھنے کا، وقت پر پڑھنے کا قرآنِ کریم میں کئی جگہ پر حکم آتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی نمازیں ہیں، بعض لوگوں کے لئے ہلاکت بن جاتی ہیں۔ (الماعون: 5)

پس یہ یقیناً ہمارے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ کیوں ایک نیکی انسان کے لئے ہلاکت کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ اس کا سادہ جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نیکی کے کرنے کا حکم تقویٰ کی بنیاد پر رکھا ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ اُس مغز کو چاہتا ہے جو چھلکے اور شیل (Shell) کے اندر ہے نہ کہ ظاہری خول کو۔ اگر ہماری نمازوں سے ہمارے اندر دوسروں کے لئے ہمدری کے جذبات پیدا نہیں ہوتے تو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم نے ایک ظاہری عمل تو کر لیا لیکن اس کی جو روح ہونی چاہئے وہ ہماری نماز میں نہیں تھی۔ بعض دفعہ ہم خول والے پھلوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ اوپر سے وہ بڑا اچھا نظر آ رہا ہوتا ہے لیکن کھولو تو اندر سے جو اس کا مغز ہوتا ہے، وہ یا پوری طرح بنا ہی نہیں ہوتا یا کیڑوں نے اُسے کھا لیا ہوتا ہے، یا مثلاً بادام ہے، ایسے بادام بھی ہوتے ہیں جن کو بڑے شوق سے آدمی کھولتا ہے اور اندر سے کڑوے نکلتے ہیں۔

پس ہم نے اپنے اعمال سے خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس مغز یا پھل کو بچانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول بھی ہو اور یہ اُس وقت ہو سکتا ہے جب ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں ہمارے اندر خدا تعالیٰ سے تعلق کے علاوہ بنی نوع سے ہمدردی کے جذبات بھی پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی ہر سال چار پانچ مساجد بنا رہی ہے اور مجھے ان کے افتتاح کا موقع بھی ملتا ہے اور تقریباً ہر جگہ میں یہی کہتا ہوں کہ اس مسجد کے بننے کے بعد اس مسجد کے علاقے میں رہنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ صرف مسجد بنا کر اُس میں نمازیں پڑھنے کے لئے آ جانا کوئی کمال نہیں ہے، چاہے پانچ نمازوں پر ہی آپ مسجد میں آ رہے ہوں۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس مسجد سے آپس کے تعلقات میں بھی مضبوطی پیدا ہو اور ان علاقوں کے لوگوں میں بھی اسلام کی خوبصورت تصویر ہر احمدی کے عمل سے ظاہر ہو رہی ہو۔ اپنوں غیروں، ہر ایک پر اُس روح کا اثر ہو جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اپنے ماحول میں پیدا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم اور خواہش کا اظہار ہر احمدی سے ہو جس میں آپ نے فرمایا کہ: ’’نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔‘‘

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

پس یہ محبت، پیار اور بھائی چارے کا نمونہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے بھی ہے اور غیروں کے لئے بھی ہے۔ آپس کے نمونے جہاں اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرتے ہوئے، تقویٰ کے معیار کو اونچا کرنے والے ہوں گے، وہاں غیروں کے لئے بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کی طرف توجہ دلانے والے ہوں گے۔ اور یوں تبلیغ کے مزید میدان کھلیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کے لئے ایک دعا میں فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے اُن کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے اُن کے دلوں سے اُٹھاوے اور باہمی سچی محبت عطا کرے۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دعا کا وارث بنائے۔

پھر آپ نے اپنی اُس تحریر میں جو میں نے شروع میں پڑھی ہے، انکسار اور عاجزی کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ یہ بھی وہ عمل ہے جو آپس کی محبت بڑھاتا ہے۔ جو ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور غیروں کی توجہ بھی کھینچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْناً۔ (الفرقان: 64) کہ وہ زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔ پس یہ عاجزی انسان میں وہ روح پیدا کرتی ہے جو بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے اور معاشرے کی خوبصورتی میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ آپس کے تعلقات کی خوبصورتی میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ آپس کی رنجشوں کو بھی دور کرتی ہے۔ اور محبت بھی بڑھاتی ہے۔

پھر آپ نے راستبازی اور سچائی کی طرف خاص توجہ دلائی ہے۔ کہ تقویٰ پر چلنے والا تمام نیکیاں بجالانے والا ہی ہوتا ہے، تقویٰ کی تعریف ہی یہی ہے اور جو تقویٰ کی حقیقت جان لے گویا کہ اُس نے ہر چیز کو پا لیا۔ لیکن بعض جزئیات پر زور دینا بھی ضروری ہوتا ہے اور بعض عمل تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے ہیں۔ اس لئے راستبازی اور قولِ سدید پر اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر زور دیا ہے۔ فرمایا کہ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً۔ (الاحزاب: 71) اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ایسی بات کرو جو صاف اور سیدھی ہو۔

اس آیت کی وضاحت میں دو تین ہفتے قبل مَیں نے خطبہ میں تفصیل سے بیان کیا تھا۔ بہر حال یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کا خاص طور پر اُن لوگوں کے لئے ذکر فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنی روحانی ترقی کے لئے جلسہ پر آتے ہیں کہ اپنے تقویٰ کے معیار بلند کریں، اپنی اصلاح کریں۔ اگر یہ ہوگا تو تبھی آپ جلسے پر آنے کا حق ادا کرنے والے ہوں گے اور اس کے لئے راستبازی، سچائی اور صاف گوئی کے وصف کو اپنائیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ یہ ایک بنیادی عنصر ہے۔ پس اپنی سچائیوں کے معیاروں کو بلند کرو تا کہ جس مقصد کے لئے تم جمع ہوئے ہو اُس کو حاصل کر سکو۔ اور جب ہر احمدی کے راستبازی کے معیار بلند ہوں گے تو بات میں بھی اثر ہوگا اور جب باتوں میں اثر ہوگا تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد اور مشن کو آگے بڑھانے والوں میں شامل ہو سکیں گے۔

اور جو مشن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے۔ وہ دو اہم کام ہیں۔ ایک تو بندے کو خدا کی پہچان کروا کر خدا تعالیٰ سے ملانا، اور دوسرے بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی کرنا۔ اور یہ دونوں کام ایسے ہیں جو ہمارے سے تقویٰ اور قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں، جو ہماری عملی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دنیا کو ہم خدا تعالیٰ سے اُس وقت تک نہیں ملا سکتے جب تک ہمارا اپنا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم نہ ہو۔ دوسرے بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی ہے، تو یہ ہم اُس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک ہم عاجزی، انکساری، سچائی، محبت، اخوت اور قربانی کا جذبہ اپنے اندر نہ رکھتے ہوں۔

پس ان تین دنوں میں ہم نے اپنے اس تعلق اور جذبے کا جائزہ لینا ہے اور بڑھانا ہے انشاء اللہ تعالیٰ، تا کہ جلسہ پر آنے کے مقصد کو بھی حاصل کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کرنے والے بھی ہوں۔ پس ان تین دنوں میں اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے اور عملی حالتوں کو درست کرنے کی ہر احمدی کو، ہر شامل ہونے والے کو کوشش کرنی چاہئے۔ اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہم حقیقت میں اس جلسے کے مقصد کو پانے والے ہوں۔

☆......☆......☆

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

روزنامہ الفضل نے اللہ کے فضل سے سو سال مکمل کر لئے

یہ شمع آندھیوں میں بھی جلتی رہی ہمیش

الفضل کی تاریخ، پس منظر اور اغراض و مقاصد

ڈاکٹر عبدالکریم خالد

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنے ان وعدوں کو جو اس نے اپنے برگزیدہ بندے اور مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے تھے یوں پورا فرمایا کہ آج ہم میں سے ہر ایک ان پر عینی گواہ ہے اور علیٰ وجہ البصیرت اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے سچے مامور اور آپ کی جماعت ایک الٰہی جماعت ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم فرمایا۔ اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے زیر سایہ یہ جماعت گزشتہ ایک صدی سے زائد عرصہ سے جادۂ مستقیم پر رواں دواں عظیم الشان ترقیات کو حاصل کئے جا رہی ہے۔

ہم اس بات پر دل و جان سے ایمان اور ایقان رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جس پر اللہ کا ہاتھ ہے اور اللہ کا یہ ہاتھ نظام خلافت کی صورت میں ڈھال بن کر ہمیں شدائد اور آلامِ زمانہ سے محفوظ و مامون رکھے ہوئے ہے۔

روزنامہ الفضل کی صد سالہ تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے پس پردہ اصلی قوتِ متحرکہ نظام خلافت ہے

جس کی ان گنت برکات سے جہاں احمدیت نے من حیث الجماعت اور افراد جماعت نے انفرادی سطح پر وافر حصہ پایا ہے۔ وہاں جماعتی اداروں نے بھی اپنی تنظیم کارکردگی اور اثرات، نتائج کے اعتبار سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی ہے۔ ایک عام فہم رکھنے والا شخص بھی اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ جماعتی ادارے خلیفہ وقت کے فیضان نظر سے انتہائی نامساعد حالات میں بھی ایک للٰہی مقصد کی تکمیل میں کس کامیابی سے خلیفہ وقت کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ اوران کی مساعی اور استعداد کار میں کہیں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا اور اگر ہماری سستی اور غفلت سے کسی جگہ رخنے کے آثار پیدا ہونے لگتے ہیں تو خلیفہ وقت کی قوت قدسیہ اس پر اطلاع پاتی اور باریک بین نگاہ فوراً وہاں رسائی حاصل کر کے اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ گویا جماعت کا ہر ادارہ خلیفہ وقت کے مبارک وجود کا ایک حصہ ہے اور اس کی دھڑکنوں سے زندگی بخش توانائی حاصل کرتا ہے۔

روزنامہ الفضل جو آج ایک عظیم الشان ادارے کی صورت میں قائم ہے اور جسے بجا طور پر جماعت احمدیہ کی شاندار ترقیات کی عکس ریزی کا اعزاز حاصل ہے آج سے سو سال پہلے ایک فردِ فرید کا خواب تھا۔ ایک ایسا خواب جس کی تعبیر نہایت پُر اثر اور دل خوش کن نتائج کی حامل تھی۔ لیکن راستے کی مشکلیں اور رکاوٹیں دامن گیر تھیں اور ان مشکلوں کے آسان اور رکاوٹوں کے دُور ہونے کی کوئی صورت بھی نظر نہ آتی تھی اخبار جاری کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ خلافت اولیٰ کے زمانے میں جماعت کی مالی حالت بھی اس لائق نہ تھی کہ ایک نئے اخبار پر اٹھنے والے اخراجات کا بار اٹھا سکتی۔ تب اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے جو اپنے پیارے بندوں کی خواہشوں کا مان رکھتا اور ان کا حامی و مددگار رہتا ہے، اس خواب کو حقیقت میں بدلنے کا سامان پیدا فرما دیا۔ حضرت مصلح موعو رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کو ان لفظوں میں یاد فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں ......تحریک کی......انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانے میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا اپنے دو زیور مجھے دے دیئے۔ ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے اپنے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانسو کو وہ دو کڑے فروخت ہوئے۔ یہ ابتدائی سرمایہ ''الفضل'' کا تھا۔''

(الفضل 4 جولائی 1924ء ص4)

اسی موقعہ پر حضور نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی اعانت خاص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''دوسری تحریک اللہ تعالیٰ نے حضرت امّ المومنین کے دل میں پیدا کی اور آپ نے اپنی ایک زمین جو قریباً ایک ہزار روپیہ میں بکی الفضل کے لئے دے دی۔''

(الفضل 4 جولائی 1924ء صفحہ 5)

''الفضل'' کے لئے ابتدا میں اموال کی قربانی پیش کرنے والوں میں خواتین مبارکہ شامل تھیں۔ ان میں حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ، جنہیں تین خلفائے مسیح موعود سے بیٹی، بہن اور ماں کا نسبی شرف حاصل تھا، بھی الفضل کے اجرا میں شریک ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5/اگست 2011ء کے خطبہ جمعہ کے آخر میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''قارئین الفضل حضرت مصلح موعود کی اس پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے ہوئے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ الفضل کے اجرا میں گو بے شک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا...... اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کی دعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتیں رہیں۔''

(الفضل 20 ستمبر 2011ء صفحہ 7)

''الفضل'' کے لیے اس عدیم المثال قربانی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''الفضل' اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گا اور میرے لیے تو اس کا ہر ایک پرچہ گوناگوں کیفیات کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ بارہا وہ مجھے جماعت کی وہ حالت یاد دلاتا ہے جس کا مستحق نہ میں اپنے پہلے سلوک کے سبب سے تھا نہ بعد کے سلوک نے مجھے اس کا مستحق ثابت کیا ہے۔ وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنا کر نہ دی تھی اور جن کو بعد میں اس وقت تک میں نے صرف ایک انگوٹھی بنوا کر دی ہے ان کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے۔''

(الفضل 4 جولائی 1924ء صفحہ 4)

فرمایا:

''اس حسنِ سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لیے زندگی کا ایک نیا ورق اُلٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا...... میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا اور میرے لیے خدمت کا کون سا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روزمرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جا سکتا۔''

(الفضل 4 جولائی 1924ء صفحہ 5)

یہ الفاظ جہاں ایک طرف ''الفضل'' کے لئے مالی قربانی پیش کرنے والی اپنی بیوی کے لئے احسان مندی کے جذبات سے لبریز ہیں وہاں جماعت کی زندگی اور اس کی ترقی کے لئے ''الفضل'' کو ایک بڑا سبب قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ''الفضل'' کے ذریعے خدمت دین کا ایسا دروازہ کھلا جس میں وقت کے ساتھ کشادگی پیدا ہوتی گئی اور آج سو سال گزرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ اپنی پوری شان و شوکت اور آن بان کے ساتھ جاری ہے۔

''الفضل'' کے اجرا سے قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک پراسپکٹس شائع فرمایا جس میں آپ نے اس اخبار کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے مندرجہ ذیل دس اغراض بیان فرمائے۔

1۔ مذہب اسلام کی خوبیوں کو مخالفین کے سامنے پیش کرنا۔ قرآن شریف کے کمالات سے آگاہ کرنا۔

2۔ حضرت صاحب کی تعلیم اور آپ کی جماعت کی خصوصیات کو لوگوں پر ظاہر کرنا۔

3۔ جماعت کو مذہب اسلام سے واقف کرنا اور ہر قسم کی بدعات اور رسومات کی ظلمتوں سے نکالنے کی کوشش کرنا اور اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلانا۔

4۔ تاریخ اسلام کے ان مفید حصوں کو شائع کرنا جن سے ہمت، استقلال، قربانی، جرأت، ایثار، ایمان، وفاداری وغیرہ خصالِ حسنہ میں ترقی کی تحریک ہو۔

5۔ تعلیم کی ترغیب دینا اور اس کے لیے مفید تجاویز پیش کرنا۔

6۔ تبلیغ کی ترغیب دینا۔ اس کے لئے ذرائع تلاش کرنا اور مخالفین کی تبلیغی کوششوں سے آگاہ کرنا۔

7۔ سیاست میں جماعت کو ان اصولوں پر چلنے کی تعلیم دینا جن پر حضرت صاحب قوم کو چلانا چاہتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح چلانا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دینا۔

8۔ ضروری مفید اخبار کی واقفیت بہم پہنچانا جن سے عموماً خبروں کے لئے اور کسی اخبار کی احتیاج نہ رہے خصوصاً عالم اسلام کی خبروں سے آگاہ کرنا۔

9۔ احمدی جماعت میں آپس میں میل ملاپ واقفیت کے بڑھانے اور مرکزی حیثیت میں ملانے کی کوشش کرنا۔

10۔ صنعت و حرفت، تجارت وغیرہ کے متعلق اور ایجادات جدیدہ کے متعلق بقدر امکان واقفیت بہم پہنچانا۔

(اخبار فضل کا پراسپکٹس، انوار العلوم، جلد1 صفحہ 440)

حضرت مصلح موعود نے ''الفضل'' کے اجرا کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو آپ نے درج ذیل الفاظ میں تحریر فرمایا:

''ہفتہ وار پبلک اخبار کا ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھے گی خریدار خود بخود پیدا ہوں گے۔ ہاں تائید الٰہی، حسن سنت، اخلاص اور ثواب کی ضرورت ہے۔ زمیندار، ہندوستان، پیسہ اخبار میں اور کیا اعجاز ہے؟ وہاں تو صرف دلچسپی ہے اور یہاں دعا، نصرت الٰہیہ کی اُمید بلکہ یقین۔ تو کلاً علی اللہ کام شروع کر دیں۔'' نورالدین دستخط

(اخبار فضل کا پراسپکٹس، انوار العلوم جلد1 صفحہ 441)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس تحریر کو پراسپکٹس میں درج کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے رقم فرمایا کہ:

''اس تحریر کو پڑھ کر کوئی شک کی گنجائش نہیں رہتی کہ ایک ایسے اخبار کی ضرورت ہے اس لئے بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح توکل علی اللہ اس اخبار کو شائع کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ہمارا کام کوشش ہے برکت اور اتمام خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن چونکہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اس لئے اس کی مدد کا یقین ہے۔ بے شک ہماری جماعت غریب ہے لیکن ہمارا خدا غریب نہیں ہے اور اس نے ہمیں غریب دل نہیں دیئے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف پوری توجہ کرے گی اور اپنی بے نظیر ہمت اور استقلال سے کام لے کر جو وہ اب تک ہر کام میں دکھاتی رہی ہے اس کام کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرے گی۔''

(اخبار فضل کا پراسپکٹس، انوار العلوم جلد1 صفحہ 442)

پراسپکٹس میں اخبار کے بارے میں یہ اطلاع بھی درج ہے کہ اسے گورنمنٹ کی شرائط کو پورا کرنے کے بعد ان شاء اللہ ماہ جون (1913ء) کی کسی تاریخ کو شائع کیا جائے گا۔ نیز یہ بارہ صفحات پر مشتمل ہوگا اور اس کی قیمت چار روپے سالانہ ہوگی جو پیشگی وصول کی جائے گی۔ اس کے ایڈیٹر مرزا محمود احمد ہوں گے۔ خط کتابت کے لئے قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیان ضلع گورداسپور کا پتہ درج ہے۔ اس کے علاوہ اخبار کے نام کے حوالے سے بھی یہ صراحت موجود ہے کہ **اخبار کا نام ''فضل'' حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے رکھا ہے۔ (بعد میں یہ نام ''الفضل'' ہو گیا)**

(اخبار فضل کا پراسپکٹس، انوار العلوم جلد1 صفحہ 442)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالآخر وہ مبارک ساعت آ گئی جب **18 جون 1913ء کو ہفتہ وار ''الفضل'' کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔** یہ اخبار 26x20/4 سائز کے 16 صفحات پر مشتمل تھا۔ اس کے سرورق پر حضرت مصلح موعود کا نام نامی بطور ایڈیٹر شائع ہوا۔ اخبار کے پروپرائیٹر، پبلشر اور پرنٹر کی حیثیت سے حضور ہی کا نام لکھا گیا۔ اس شمارے کی خاص بات حضرت مصلح موعود کی دل سوز اور جاں گداز دعاؤں اور مناجاتوں پر مبنی وہ دعائیں ہیں جو دل پر خاص اثر کرتی ہیں اور خدا کے اس پاک بندے کے عظیم ارادوں اور بلند عزائم کی مظہر ہیں۔

20 مارچ 1914ء تک الفضل حضرت مصلح موعود کی زیر ادارت شائع ہوتا رہا۔ اس دوران میں جلسہ سالانہ 1913ء کے موقع پر 26,27,28 دسمبر کو اس کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہوا۔ حضرت مصلح موعود کے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا نام بطور ایڈیٹر شائع ہونے لگا۔ یہ نام 27/اگست 1914ء تک شائع ہوتا رہا۔ پھر یہ ذمہ داری حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کے سپرد ہوئی جو آغاز ہی سے الفضل کے سٹاف میں شامل تھے۔ ان کے بعد ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کا ایڈیٹر کے طور پر تقرر ہوا لیکن وہ کمزوری صحت کی بنا 12 جنوری 1916ء کو ایڈیٹر کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت مولانا محمد اسمٰعیل فاضل حلالپوری نے ادارتی فرائض ادا کیے۔ پھر دوبارہ یہ

باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطبہ عیدالفطر از صفحہ نمبر 2

کر دیتی ہے۔ ایک مضبوط تعلق بن جاتا ہے اور پھر یہ دونوں اسمِ اعظم جب جمع ہو جائیں تو فرمایا اُس وقت دعا کا بھی ایک خاص مزہ ہوتا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا، اس کا مزہ آ جاتا ہے۔ ایسی حالت کا مزہ ایک بالکل انوکھا تجربہ ہوتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 37 مطبوعہ ربوہ)

پس ایک مومن کے لئے تو حقیقی عید کا مزہ بھی تبھی دوبالا ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ دعاؤں کی قبولیت کے نظارے بھی دکھائے۔ جب ایک درد کے ساتھ دعائیں کرنے کی توفیق ملے۔ رمضان میں ہم میں سے اکثر ایسی دعاؤں کے کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ راتوں کو جاگتے ہیں، جاگتے رہے ہیں۔ نوجوانوں میں بھی مَیں نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعائیں کرنے اور اعتکاف بیٹھنے کا بڑا رجحان پیدا ہوا ہے لیکن جگہ کی تنگی کی وجہ سے اکثر نوجوانوں کو، لوگوں کو انکار بھی کرنا پڑا۔ بہر حال رمضان میں جو ایک کوشش اور تڑپ ہر ایک میں پیدا ہوئی ہے اس میں جب استقامت ہوگی تو پھر رَبُّنَا اللّٰہ کا حقیقی ادراک بھی حاصل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کو پکارنے، دعائیں کرنے اور اللہ تعالیٰ کے دعاؤں کو سننے کا مزہ بھی اور ہی طرح کا ہوگا۔ اور حقیقت میں اس عید کے حصول کی ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس کے ساتھ جنتوں کی بشارتیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں فرمایا ہے، وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ سجدہ:31)۔ اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"اس جنت سے یہاں مراد دنیا کی جنت ہے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 559-558۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی خوشی کے سامان پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنی دعاؤں کی قبولیت کے مزے دیکھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو کر جن کو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی جنت دکھا دے، وہ کس قدر خوش قسمت ہیں؟ اس دنیا کی جنت ہی ہے جو پھر آئندہ جنت کی خوشخبری بھی دیتی ہے اور اُس کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ بہت لوگ رمضان میں اور اس کے بعد اپنی رمضان میں کی گئی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے خاص سلوک کے بارے میں مجھے لکھتے ہیں۔ پس حقیقی عید تو اُن کی اُس وقت ہو جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ سے یہ تعلق پیدا ہو جائے اور ایسی ہی عید ہے جس کی تلاش ہر ایک کو کرنی چاہئے کہ رَبُّنَا اللّٰہُ کا عرفان بھی حاصل ہو جائے اور اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مزہ بھی انسان لے لے۔ ورنہ صرف اس انتظار میں رمضان گزارنا کہ عید آئے گی تو خوشیاں منائیں گے۔ شور شرابا کریں گے، دعوتیں کھائیں گے، کپڑے پہنیں گے، تو ایسا رمضان بھی بغیر برکتوں کے گزر جاتا ہے اور ایسی عید بھی شاید دنیاوی لحاظ سے تو ظاہری خوشی کے سامان کر رہی ہو لیکن جنت کی بشارت سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق کے اظہار سے خالی ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندے کے کان، آنکھ، ہاتھ، پیر ہو جاتا ہے۔ اس کا حدیث میں اس طرح ذکر ملتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے مَیں اُس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ سب سے زیادہ اُن باتوں سے میرے قریب ہوتا ہے جو مَیں نے اُس پر فرض کی ہیں اور مجھے سب سے زیادہ پیاری ہیں۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مَیں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس مَیں اُس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اُس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور وہ مجھ سے مانگے تو میں اُس کو ضرور دوں گا۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں ضرور اُس کو پناہ دوں گا۔ اور مجھے کبھی کسی کام کے کرنے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا تردّد کسی ایسے مؤمن کی جان لینے میں ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے۔ مجھے اُس کی ناپسندیدگی گوارہ نہیں ہوتی۔ موت تو برحق ہے لیکن اُس کو ایک وقت تک ٹالتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث 6502)

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جن کا رمضان اُن کو ایسی عید کی خوشیاں دلا گیا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے انعامات کے راستے بند نہیں کر دیئے۔ اُس کی رحمت بہت وسیع ہے اور ہر چیز پر حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ملنے اور دنیا و آخرت کی حسنات کے ملنے کے راستے ہمیشہ کھلے ہیں۔ اگر انسان توبہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے تو پھر اللہ تعالیٰ اُس کو دوڑ کر گلے لگاتا ہے۔ دنیا و آخرت کی جنت اُسے ملتی ہے جیسا کہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن : 47)۔ اور جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اُس کے لئے اِس دنیا کی بھی اور اُس دنیا کی بھی دو جنتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقام سے وہی ڈر سکتا ہے جس کو اللہ جو سب طاقتوں کا مالک ہے اُس کے ربّ ہونے کا ادراک ہو جاتا ہے۔ جو رَبُّنَا اللّٰہ کی آواز بلند کرتا ہے تو پھر استقامت دکھاتے ہوئے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی اُس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ حدیث سے پتہ چلتا ہے بندہ جو قربت اللہ تعالیٰ سے فرائض کے ذریعے، نوافل کے ذریعے حاصل کرتا ہے وہ اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مورد بنا دیتی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ بندے سے محبت کرنے لگ جائے تو پھر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی جنّت نہیں ہے۔ اور انسان کے لئے کوئی خوشی کا دن نہیں ہے۔ پس ہم نے رمضان میں ایک ماحول کے زیر اثر نوافل کے ذریعے خدا تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل کرنے کی جو کوشش کی ہے اِس میں استقامت اور اسے مسلسل جاری رکھنا ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اللہ تعالیٰ کی ہم سے محبت میں بڑھائے گا اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث میں فرمایا ہے اس محبت اور دوستی کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے کے دشمن کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی عافیت کے حصار میں آ جاتا ہے۔ پس جب یہ صورت ہو تو ہر دن روزِ عید ہو جاتا ہے۔

پس اس اہم نکتہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ رمضان کے بعد کی عید جو عیدالفطر کہلاتی ہے یا بڑی عید جو قربانی کی عید کہلاتی ہے ایک عید یا دو عیدوں کی طرف نہیں بلا رہی بلکہ اُن عیدوں کی طرف بلا رہی ہے جو نہ ختم ہونے والی عیدیں ہیں اور یہ عیدیں مستقل مزاجی اور استقامت دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کا ہو جانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں قربانی اور ایثار کے تسلسل سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں اپنے فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں اپنے نوافل کے ذریعے اپنے فرائض کو سجانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں مخالفین کی ہر قسم کی کوشش کے باوجود اپنے عہدوں کو نبھانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عیدیں شیطانی وساوس اور دنیاوی لالچوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق قائم رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ عید کی خوشیاں مسلسل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

پس رمضان میں راتوں کو اُٹھ کر خلوصِ نیّت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کی ہم نے جو کوشش کی ہے۔ رمضان میں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے قسم ہا قسم کے کھانوں اور دوسری جائز باتوں سے ہم نے دن کے ایک حصے میں اپنے آپ کو روکے رکھا ہے، جس نے اطاعت کا ایک عظیم درس بھی ہمیں دیا ہے۔ رمضان میں جو اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے اپنے اموال کو اپنے بھائیوں کی ضروریات کے لئے اور دینی ضروریات کے لئے خرچ کیا ہے ان سب باتوں سے جو نیک عادات پیدا ہوئی ہیں، ان عادات کو ان نیکیوں کو حسبِ توفیق جاری رکھنا استقامت ہے اور یہی ایک مومن کا شیوہ ہے جو جنت کی خوشخبری کا باعث بنتی ہے اور جو حقیقی عید دلانے کا باعث بنتی ہے۔ اللہ کرے ہم یہ خوشخبریاں پانے والے ہوں اور ہماری عید حقیقی عید بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں کا دشمن بن کر خود اُن سے انتقام لینے والا ہو۔ ہم اپنی روحانی ترقی کی بھی نئی منازل طے کرنے والے ہوں اور جماعتی ترقی کی بھی نئی سے نئی منازل دیکھنے والے ہوں۔ اس رمضان کے اطاعت کے سبق سے جو سبق ہم نے حاصل کیا ہے اس سے اطاعتِ نظام اور اطاعتِ خلافت کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری رمضان کی دعاؤں، ہمارے روزوں، ہمارے نوافل کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرما لے جن کے بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیدالفطر کی رات میں اللہ تعالیٰ اُس کو اجر دیتا ہے جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ عیدالفطر کی صبح کو اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے۔ پھر وہ زمین کی طرف اُترتے ہیں اور گلیوں کے دہانوں اور رستوں کے ملنے والی جگہوں پر کھڑے ہو کر ایسی آواز سے پکارتے ہیں جس کو انسانوں اور جنّوں کے سوا سب مخلوق سُن لیتی ہے۔ وہ آواز دیتے ہیں کہ یَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ کہ اے محمدؐ کی اُمت! اپنے ربّ جو عزت اور بزرگی والا ربّ ہے اُس کی طرف نکلو جو تھوڑا عمل قبول کرتا ہے اور ثواب بڑھا کر دیتا ہے اور بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم صفحہ 496 فصل و انما سمی العید عیدًا۔۔۔ مطبوعہ: مطبع صدیقی لاہور)

پس جب وہ اپنی عبادت کی جگہ یعنی عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو اُن کا پروردگار جو بہت برکت والا اور بلند شان والا ہے اُن کی کوئی حاجت نہیں چھوڑتا جسے وہ پورا نہیں کر دیتا اور نہ کوئی سوال رہنے دیتا ہے جس کا وہ جواب نہیں دیتا۔ اور نہ ہی کوئی گناہ رہنے دیتا ہے جسے وہ بخش نہیں دیتا۔ پھر وہ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ کی حالت میں لوٹتے ہیں، ایسی حالت میں لوٹتے ہیں کہ جب اُنہیں بخش دیا گیا ہوتا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ دن 'یوم الجائزہ' کا دن ہے یعنی انعامات اور اکرامات کا دن ہے۔

(المعجم الکبیر جلد اول صفحہ 226۔ اوس الانصاری باب فیما اعد اللہ عز و جل للمومنیھن یوم الفطر من الکرامۃ حدیث 617 دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء)

ہماری دعا ہے کہ اگر ہماری عبادتوں میں، ہمارے روزوں کے حق ادا کرنے میں کمیاں بھی رہ گئی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ یوم الجائزہ کی برکت سے، انعامات کے دن کی برکت سے ہمیں انعامات و اکرام سے محض اور محض اپنے فضل سے نوازتا رہے۔ ہمیں اپنی رحمت اور بخشش کے صدقے ہمیشہ نوازتا رہے۔ ہم بھی آج اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کے اس بہت بڑے انعام کو لے کر لوٹیں۔ ہم اُس گروہ میں شامل ہوں جن کے بارے میں مَغْفُوْرٌ لَهُمْ کہا گیا ہے۔ جن کو بخش دیا گیا ہوتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی تمام تر رحمتوں کے وارث بن جائیں تاکہ ہماری عید حقیقی خوشیوں کی عید بن جائے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ دعا سے پہلے میں آپ کو عید مبارک کہتا ہوں اور اس خطبہ کی وساطت سے جو ایم ٹی اے پر نشر ہو رہا ہے تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی عید مبارک۔ اللہ تعالیٰ کرے ہر لحاظ سے یہ عید خوشیوں کا باعث بنے، حقیقی عید بنے اور اس میں گناہوں کی مغفرت کے سامان پیدا ہوں۔ دعا میں جماعت کی ترقی کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر دم، ہر آن جماعت کو ترقیات سے نوازتا چلا جائے اور ہم اُس کو دیکھنے والے بھی بنیں۔ واقفینِ زندگی کے لئے دعا کریں۔ واقفینِ نَو کے لئے دعا کریں۔ یہ لوگ جنہوں نے اپنا زندگی وقف کرنے کا عہد کیا ہے اس کو پورا کرنے والے ہوں اور اس کا حق بجالانے والے ہوں۔ دنیاوی لالچ اُن میں کسی قسم کا نہ ہو بلکہ خالصتاً لِلّٰہ اپنے فرائض کی ادائیگی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات اور پریشانیاں اور راستے کی روکیں بھی دور فرمائے اور میدانِ عمل میں ہر آن اُن کا حافظ و ناصر ہو۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور اُن کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

شہداء کے خاندانوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا حافظ و ناصر ہو۔ اُن کو صبر، ہمت اور حوصلے سے اپنے صدمے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شہداء کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ جلد اُن کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ دنیا کے ظلموں سے بچنے کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر قسم کے ظلم سے بچا کے رکھے۔ قادیان کے احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو شعائر اللہ کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چار پانچ درویش رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی عمر و صحت میں برکت دے۔

ربوہ کے احمدیوں کے لئے جو براہِ راست خلافت کے سائے تلے رہے اور 1984ء کے بعد سے وہ اس سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی بھی دعائیں سنے اور دوبارہ اُن کی پرانی رونقیں جو ہیں واپس لوٹ آئیں۔ عمومی طور پر بھی پاکستان کے احمدیوں کے لئے، خاص طور پر نوجوان جو بڑی قربانیاں دے رہے ہیں اور مستقل مزاجی سے ہر خوف اور خطرے کا مقابلہ کر رہے ہیں اور (مقابلہ) کرتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بہترین اجر دے۔ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اُن کو شیطان کے ہر شر سے بچائے۔ پاکستان کے حالات تو بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کے بداثرات سے احمدیوں کو محفوظ رکھے۔ ملک کو بھی بچائے کہ اس ملک کی تعمیر میں بھی اور اس کو قائم کرنے میں بھی جماعت احمدیہ کا بہت بڑا کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کے صدقے اس ملک کو بچانے کے سامان پیدا فرما لے۔

انڈونیشیا کے احمدیوں کے لئے بھی کہ وہ بھی بڑی قربانیاں دے رہے ہیں اور بڑی مستقل مزاجی سے اور ایمان میں پختگی سے یہ قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ احمدیوں پر مذہب کی بنیاد پر ظلم کیا جا رہا ہے

اُن سب مظلوم احمدیوں کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ظلموں سے نجات دلائے۔ دنیا کو جنگ کی آفات سے بچانے کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اس آفت سے بچائے جو بڑی تیزی سے تباہی کے گڑھے کی طرف جارہی ہے۔ احمدیوں کی ہر طرح کی دینی و دنیاوی مشکلات دور ہونے کے لئے دعائیں کریں۔ ہر ضرورتمند کی ضرورت پوری ہونے کے لئے دعا کریں۔ اپنی نسلوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی حقیقی عبد بننے کا ادراک عطا فرمائے اور جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق ہمیشہ اُن میں رہے۔ ہمیشہ جماعت سے اخلاص و وفا کے ساتھ وابستہ رہیں۔ ایک خدا کی پہچان کرتے ہوئے اُس کے آگے جھکنے والے ہم بھی بنیں اور دنیا بھی بنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لئے، ہماری کوششوں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے۔ ہماری پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں فتوحات کے نظارے دکھائے۔ تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی پہچان کرنے والا بنائے اور آپ کا جھنڈا تمام دنیا میں ہم لہراتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نظارے ہمیں دکھائے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ عید بھی بابرکت فرمائے اور ہمیشہ ہمیں دعاؤں کی توفیق دیتا چلا جائے۔

بقیہ: دنیا کا محسن

از صفحہ 4

بــاب غــزوۃ حنیـن)۔ میں خدا کا نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ یعنی اس صورت میں مَیں اپنی جان کی کیا پروا کرسکتا ہوں۔

اُحد کی جنگ میں ایک بہت بڑا دشمن آپ پر حملہ کرنے کے لیے آیا چونکہ وہ تجربہ کار جرنیل تھا صحابہؓ نے اُسے روکنا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا آنے دو وہ مجھ پر حملہ آور ہوا ہے مَیں ہی اس جواب کا دوں گا۔ (سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 89 مطبوعہ مصر 1936ء)

جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تھے تو علاوہ جنگوں کے خفیہ حملے بھی آپ کی جان پر ہوتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مکہ سے ایک شخص کو لالچ دے کر بھیجا گیا کہ آپ کو خفیہ طور پر مار آئے۔ یہ شخص اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا اور گرفتار کرلیا گیا۔

یہود بھی آپ کے قتل کے درپے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو اپنے محلّہ میں بلا کر سر پر پتھر پھینکنا چاہا۔ مگر آپ کو معلوم ہوگیا اور آپ واپس تشریف لے آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 200,199 مطبوعہ مصر 1936ء)

ایک دفعہ ایک یہودی عورت نے آپ کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپ نے ایک ہی لقمہ کھایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو حقیقت پر آگاہ کردیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 63 تا 65 مطبوعہ مصر 1935ء)

تبوک کی جنگ سے واپسی کے وقت چند منافق آگے بڑھ کر راستہ میں چُھپ گئے اور آپ پر اندھیرے میں قاتلانہ وار کرنا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کردیا۔ آپ نے ان لوگوں کو بھی چھوڑ دیا۔

غرض آپ پر بڑے بڑے خطرناک حملے کیے گئے اور تیس سال کے لمبے عرصہ میں ہر روز گویا آپ کو قتل کرنے کی تجویز کی گئی۔ اور صرف اِس وجہ سے کہ آپ توحید کا وعظ کیوں کرتے تھے اور کیوں نیکی اور تقویٰ کی طرف بلاتے تھے۔ مگر آپ نے اپنی جان کو روز کھو کر صداقت کا وعظ کیا اور سچائی کو قائم کیا۔ تعجب ہے کہ لوگ ان لوگوں کو تو قربانی کرنے والے سمجھتے ہیں جنہیں ایک موقع جان دینے کا آیا اور ان کی جان چلی گئی۔ مگر اُس کی قربانی کا اقرار کرنے سے رُکتے ہیں جس نے ہر روز سچائی کے لیے اپنی جان کو پیش کیا۔ گو یہ اَور بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے اِس کی جان کو محفوظ رکھا۔ قربانی تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے کا نام ہے۔ آگے ہلاکت نہ آئے تو اس میں اُس شخص کا کیا قصور ہے جو ہر وقت اپنی جان کو قربانی کے لیے پیش کرتا رہتا ہے۔

آئندہ نسل کی قربانی

رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی ترقی کے لیے اپنی ہی قربانی نہیں کی بلکہ اپنی آئندہ نسل کی بھی قربانی کی ہے۔ اور یہ قربانی نہایت عظیم الشان قربانی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ بڑی بڑی قربانیاں کر دیتے ہیں۔ لیکن ان قربانیوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولاد کو فائدہ پہنچ جائے۔ پس اولاد کی قربانی اکثر اوقات اپنی قربانی سے بھی شاندار ہوتی ہے۔ آپ نے اِس قربانی کا بھی نہایت شاندار نمونہ دکھایا ہے۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا ہے کہ صدقات کا مال میری اولاد کے لئے منع ہے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب أخذ صدقة التمـر عـنـد صِرامِ النخل (الخ))۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم جیسا دانا انسان اس امر کو خوب سمجھ سکتا تھا کہ زمانہ یکساں نہیں رہتا۔ میری اولاد پر بھی ایسا وقت آسکتا ہے اور آئے گا کہ وہ لوگوں کی امداد کی محتاج ہوگی۔ لیکن باوجود اس کے آپ نے فرما دیا کہ میری اولاد کے لیے صدقہ منع ہے۔ گویا ایک ہی رستہ جو غرباء کی ترقی کے لیے کھلا ہے اُسے اپنی اولاد کے لیے بند کردیا۔ اور اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ آپ نے خیال فرمایا کہ اگر صدقہ میری اولاد کے لیے کھلا رہا تو اسرائیلی نبیوں کی اولاد کی طرح میری امت کے لوگ بھی میرے تعلق کی وجہ سے صدقہ میری اولاد کو ہی زیادہ تر دیں گے اور مسلمانوں کے دوسرے غربا تکلیف اٹھائیں گے۔ پس آپ نے دوسرے مسلمان غرباء کو تکلیف سے بچانے کے لیے اپنی اولاد کو صدقہ سے محروم کردیا۔ اور گویا دوسرے مسلمانوں کی خاطر اپنی اولاد کو قربان کردیا۔ یہ کس قدر قربانی ہے اور کیسی شاندار قربانی ہے۔ اگر مسلمان اِس قربانی کی حقیقت کو سمجھیں تو سادات کو کبھی تنگ دست نہ رہنے دیں۔ کیونکہ اس طرح رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مسلمانوں کی خاطر اپنی اولاد کو قربان کیا ہے مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ اس قربانی کے مقابلہ میں ایک شاندار قربانی کریں۔ اور جس دروازہ کو صدقہ کی شکل میں بند کیا گیا ہے اُسے ہدیہ کی شکل میں کھول دیں۔

غرض محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے لیے ہر رنگ میں ایسی قربانیاں کیں جس کی نظیر کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ آپ دنیا میں خالی ہاتھ آئے۔ باوجود بادشاہ ہونے کے خالی ہاتھ رہے اور خالی ہاتھ چلے گئے۔ زندگی میں تو دیتے ہی رہے وفات پانے کے بعد بھی سب کچھ لوگوں کو دے گئے۔ یعنی آپ کے بعد دوسرے لوگ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

نصیحت

یہ وہ وجود ہے جسے آج دنیا بُرا بھلا کہتی ہے اور جس کے روشن وجود کو چُھپانے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ تمام مذاہب کے سنجیدہ اور شریف آدمی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور قربانیوں اور پاکبازیوں کا علم حاصل کر کے آپ کا ادب کرنا سیکھیں گے۔ اور آپ کو بنی نوع انسان کا محسن سمجھ کر آپ کو اپنا ہی سمجھیں گے جس طرح کہ وہ اپنے قومی نبیوں کو سمجھتے ہیں۔ اور مسلمان آپ کی زندگی کے حالات معلوم کر کے آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں گے اور اس عظیم الشان نعمت کی جو خدا تعالیٰ نے انہیں دی ہے ناشکری نہیں کریں گے۔ اور دین کی طرف سے بے توجہی کی بجائے دین کے احکام پر عمل کرنے کی اور عیش وعشرت کی بجائے قربانی اور دنیا کے لئے مفید بننے کی پوری کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس امر کی توفیق دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ رپورٹ دورہ کینیڈا

Karygiannis نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پایا۔

موصوف نے عرض کیا کہ ایک ایسا انٹرنیشنل گروپ بنانا چاہیے جو مختلف ممالک کے سیاستدانوں پر مشتمل ہو۔ یہ سب مل کر احمدیہ ایشو پر حکومت پاکستان کے لیڈران سے بات کریں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یوکے پارلیمنٹ میں اور یورپی یونین میں ایسے گروپ بنے ہوئے ہیں۔ ان سے رابطہ کریں، ان تنظیموں سے رابطہ رکھیں جو پہلے سے قائم ہیں۔ ان سے رابطہ کرنے میں کوئی روک نہیں ہے۔

ترکی میں ہماری رجسٹریشن ہوچکی ہے۔

مصر کے حالات کا ذکر ہوا تو حضور انور نے فرمایا: مصر میں اور دوسرے مسلمان عرب ممالک میں ہمارے لئے پرابلم ہیں اور روکیں ہیں۔ اب مصر میں اخوان المسلمین اور سلفی آگئے ہیں اور شدّت پسندی کی طرف جارہے ہیں۔

بلاسفمی لاء کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت اس کو Touch کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ بغیر مذہب کی تمیز کے ایک ہی ووٹنگ لسٹ ہو اور سب کے لئے برابر ہو۔ مذہب کا کوئی سوال نہ ہو۔

یہ ملاقات دو بج کر 40 منٹ تک جاری رہی۔

موصوف کے استفسار پر حضور انور نے فرمایا: میرا سفر اچھا گزرا ہے اس دفعہ ٹورانٹو جانے کا موقع نہیں ملا۔ پاکستان میں الیکشن کے حوالہ سے بھی موصوف نے تبادلہ خیال کیا۔

❁......اس کے بعد Dr. Andrew P.W. Bennett جو کینیڈا میں مذہبی آزادی کے ادارہ کے پہلے ایمبیسڈر ہیں۔ ان کے ادارہ کا نام The Office Of Religious Freedom ہے۔ انہوں نے حضور انور سے ملنے کی سعادت پائی۔

موصوف نے کہا میں آج حضور انور کے خطاب سے بہت متأثر ہوا ہوں اور حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

موصوف نے کہا مجھے علم ہے کہ آپ کی مخالفت پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، قازقستان، قرغیزستان اور بلغاریہ وغیرہ میں ہو رہی ہے۔ ترکی میں اس وقت کیا پوزیشن ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ترکی میں اب بہتر ہے۔

بعدازاں تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ”مسجد بیت الرحمٰن“ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے اور پونے چار بجے اپنی رہائشگاہ پر پہنچے۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ 2013ء

اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر مَیں اعلان کرتا ہوں کہ یہ مسجد تمام لوگوں میں قطع نظر اس کے کہ وہ احمدی ہیں یا غیر احمدی، مسلمان ہیں یا غیر مسلم پیار، امن اور بھائی چارہ پھیلانے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ تمام مذاہب کے لوگوں کیلئے ہماری مسجد کے دروازے کھلے رہیں گے کیونکہ یہ مسجد خدا تعالیٰ کی بنی نوع انسان کیلئے رحمانیت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔

☆☆☆

آج کی دنیا کو اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ تمام مذاہب کے ماننے والے اور وہ لوگ بھی جن کا مذہب پر ایمان نہیں ہے اکٹھے ہو جائیں۔ تمام قوموں اور نسلوں کا متفقہ مقصد کے لئے اس دنیا کو تباہی سے بچانے کی خاطر اکٹھا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

☆☆☆

عالمی جنگ کے آثار مسلسل افق پر نمودار ہو رہے ہیں اور اس جنگ کے تباہ کن نتائج سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اُس واحد خدا سے استدعا کی جائے جو اپنی مخلوق کے لئے رحمان ہے۔ میری دعا ہے کہ دنیا اس خدا کی طرف جھک جائے۔

مسجد بیت الرحمٰن۔ وینکوور برٹش کولمبیا کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ خصوصی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

(وینکوور کینیڈا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

18 مئی بروز ہفتہ 2013ء (حصّہ سوم)

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع افتتاحی تقریب مسجد بیت الرحمان، ڈیلٹا (برٹش کولمبیا)

......تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام معزز مہمان کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ سب سے پہلے مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ نے ہماری دعوت قبول کی اور وینکوور کی مسجد کے افتتاح کی تقریب میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
دنیاوی تعلقات کے پیشِ نظر لوگ دوسروں کو اپنی معاشرتی اور سماجی تقریبات میں بلاتے رہتے ہیں اور لوگوں کو جب ایسی تقریبات میں بلایا جاتا ہے تو بالعموم وہ دعوت قبول بھی کر لیتے ہیں ماسوائے اس کے کہ شامل نہ ہونے کی کوئی خاص وجہ ہو۔ درحقیقت تمام اقوام، نسلوں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے ایسی تقریبات میں شرکت کرنا روزمرہ کی بات ہے۔ لیکن غیر مسلموں کے لئے ایک مذہبی اور اسلامی تقریب میں شامل ہونا ان کے اندر موجود برداشت کا ایک واضح ثبوت ہے اور ان کی دوسروں کے متعلق جاننے اور دوسروں کے ساتھ دوستی کا تعلق پیدا کرنے کی دلی خواہش کو ظاہر کرتا ہے۔ آج کی تقریب بھی خالصتاً ایک مذہبی تقریب ہے۔ جہاں ہم سب لوگ مسجد کے افتتاح کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس صوبہ کی یہ پہلی مسجد ہے جو ایک خاص مقصد کے لئے تعمیر کی گئی ہے اور اس کا افتتاح ہمارے لئے خوشی و مسرت کا باعث ہے۔ امرِ واقعہ تو یہ ہے کہ آپ سب لوگوں کا آنا اور ہماری خوشی میں شامل ہونا ہمیں آپ کا زیادہ مشکور کرتا ہے بہ نسبت اس کے کہ آپ کسی روزمرہ کی غیر مذہبی یا کوئی سماجی و معاشرتی تقریب میں شریک ہوتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر سے اس علاقہ کے لوگوں کے ساتھ ہمارے تعلقات میں اضافہ ہوگا۔ نیز مَیں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ بعض غیر مسلموں کے اسلام کے متعلق خدشات اور تحفظات بھی دور ہو جائیں گے۔ اور آپ سب لوگ ہمارے مذہب کی حقیقی اور خوبصورت تصویر دیکھ پائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان چند الفاظ کے ساتھ میں آپ کو اختصار کے ساتھ مسجد کے معانی اور مقاصد کے متعلق بتانا چاہوں گا۔ لفظ 'مسجد' ایک عربی لفظ ہے جس کا انگریزی میں لفظ mosque کے ساتھ ترجمہ کیا جاتا ہے۔ لیکن انگریزی لفظ 'mosque' عربی لفظ 'مسجد' کے معانی و مقاصد کو بیان کرنے میں صحیح انصاف نہیں کر پاتا۔ اس لئے میں لفظ

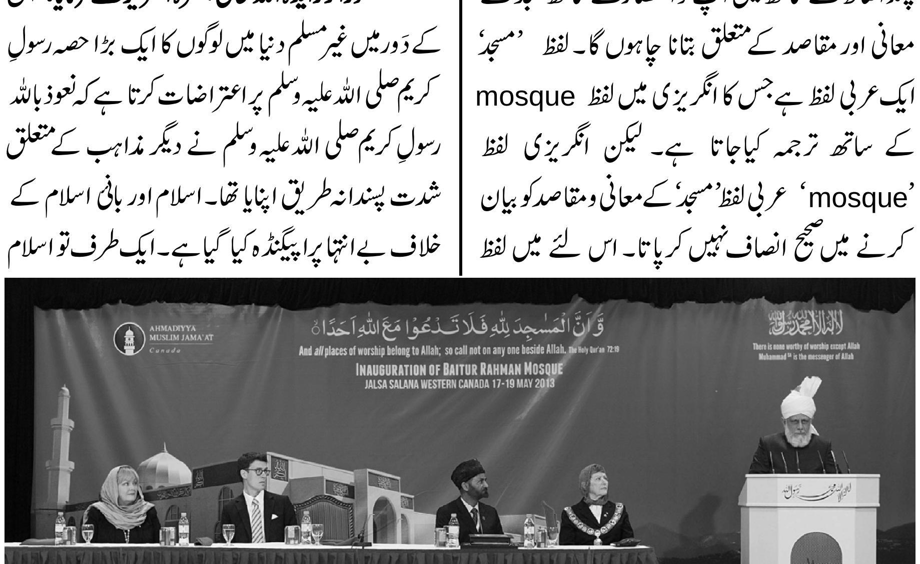

'مسجد' کے حقیقی معانی بیان کرنا چاہوں گا۔
مسجد کے لفظی معانی 'عبادت کی جگہ' کے ہیں۔ یعنی ایسی جگہ جہاں پر لوگ خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام مساجد اُسی کی ہیں یعنی اُس کی ملکیت میں ہیں۔ مساجد بے شک مادی طور پر انسانوں کے ذریعہ تعمیر کی جاتی ہیں لیکن ایک حقیقی مسجد یعنی ایسی مسجد جو خالصتاً خدا کی خاطر تعمیر کی گئی ہے اس کے دروازے تمام ایسے لوگوں کے لئے کھلے رہتے ہیں جو امن اور سکون کی ضمانت دیتے ہوں اور ان مساجد میں قادرِ مطلق خدا کی عبادت کے لئے آنا چاہتے ہوں۔
اس چیز کا عملی نمونہ ہمیں اپنے پیارے آقا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے بھی ملتا ہے۔ ایک مرتبہ نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا۔ جب ان کی عبادت کا وقت ہوا تو وہ اضطراب کے ساتھ ایسی جگہ کی تلاش کرنے لگے جہاں وہ عبادت کر پاتے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پریشانی دیکھ کر فرمایا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور فرمایا کہ وہ مدینہ میں ہماری مسجد میں عبادت کر سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کے دَور میں غیر مسلم دنیا میں لوگوں کا ایک بڑا حصہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرتا ہے کہ نعوذ باللہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مذاہب کے متعلق شدت پسندانہ طریق اپنایا تھا۔ اسلام اور بانئ اسلام کے خلاف بے انتہا پراپیگنڈہ کیا گیا ہے۔ ایک طرف تو اسلام کے مخالفین مذہب سے خوفزدہ ہیں اور دوسری طرف وہ بانئ اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے ان کے خلاف انتہائی بیہودہ، غیر مہذب اور نفرت آمیز اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اصل تاریخ سے بے خبر ہیں اور انہیں اسلام کی حقیقی اور بے داغ تعلیمات سے آگاہی حاصل نہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے بعض گروہوں کے شدت پسندانہ اعمال ہی اس نفرت اور فکرمند حالت کو پیدا کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔ تاہم یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ نام نہاد مسلمان ایسے اعمال اس لئے بجالاتے ہیں کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے دور جا چکے ہیں۔

نجران سے آنے والے عیسائیوں کے وفد کے لئے کئے گئے انتظامات کے حوالہ سے مَیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی کی مثال دے چکا ہوں۔ مَیں اب آپ کے سامنے قرآنِ کریم کی 'امن' کے متعلق تعلیم کو رکھوں گا۔ سورۃ بقرہ کی آیت 15 میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

> "اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے منع کیا کہ اللہ کی مسجد میں اس کا نام بلند کیا جائے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کی؟"

یہ ایک واضح حکم ہے کہ ایک حقیقی مسجد کے دروازے ہمیشہ تمام لوگوں کے لئے کھلے رہیں گے جو خدائے تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہوں۔ اس لئے ایک حقیقی مسلمان اتنا ظالم کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے روکے۔ اگر اسلام کی عظیم الشان تعلیمات کا جائزہ لیں تو اس کے خوبصورت پہلوؤں سے ہمیشہ روشنی اور نور ہی افشاں ہوتا ہے۔ جب بھی مَیں نے ایسے لوگوں کو جو اسلام کی اصل اور خوبصورت تعلیمات سے آگاہ نہ تھے اسلامی تعلیمات کا تعارف کروایا تو وہ سچ جان کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنے یکسر غلط اعمال کی وجہ سے اسلام کی عظمت اور خوبصورتی اجاگر کرنے کی بجائے اس کے متعلق خوف پیدا کر رہے ہیں۔ وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ سخت مذمت کے لائق ہے۔ اسلامی تعلیمات تو پیار، محبت اور امن ہیں۔ یہ صرف الفاظ نہیں ہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ میں یہ واضح کر دوں کہ جو لوگ اپنے بداعمال کے ذریعہ اسلام کا نام بگاڑتے ہیں وہ محض ذاتی مفادات اور خودغرضی کی بناء پر ایسا کرتے ہیں۔ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ اسلام کا شدت پسندی، دہشت گردی اور ظلم کے ساتھ قطعی کوئی تعلق نہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
جہاں کہیں بھی قرآن کریم میں سختی کی تعلیم دی گئی ہے تو اس کے جواز اور وجوہات بھی وضاحت کے ساتھ بیان فرما دی گئی ہیں۔ جہاں کہیں بھی ایسے احکام دیئے گئے وہ دنیا میں صرف مستقل امن و سلامتی کے قیام کے ذرائع کے طور پر

ہیں۔ جب قرآن کریم نے مسلمانوں کو اپنے دفاع کیلئے جنگ کی اجازت دی تو وہ اجازت تمام مذاہب اور تمام لوگوں کی حفاظت کی خاطر دی گئی اور تاریخ اس پر گواہ ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ الحج کی آیت 40 میں ہے کہ مسلمانوں کو دشمنوں کے ظلم وستم کی بنا پر اپنے دفاع کے لئے جنگ کی اجازت دی گئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔''

ہمیں اس اجازت کا پس منظر اور اس وقت کے حالات کو سمجھنا چاہئے۔ مسلمانوں نے قیامِ امن کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور ہر قسم کی قربانی دی۔ مسلمانوں نے انتہائی سفّاکانہ ظلم اور بربریت کو برداشت کیا۔ ان کے خلاف جنگ کا اعلان کیا گیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکالا گیا۔ غرضیکہ مخالفینِ اسلام کا ظلم و بربریت ہر لحاظ سے تمام حدیں عبور کر چکے تھے۔ یہ وہ نازک لمحہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی نصرت کا وعدہ بھی فرمایا۔ دنیاوی لحاظ سے مخالف فریق کے مقابلہ میں مسلمان بہت کمزور اور بے یارو مددگار تھے لیکن اس حقیقت کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے جو تمام قدرتوں کا مالک ہے مسلمانوں کے ساتھ نصرت اور فتح کا وعدہ فرمایا۔ تاریخ ثابت کرتی ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ کفارِ مکّہ کے پاس ایک طاقتور اور ضخیم فوج تھی جو وافر سامانِ حرب سے پوری طرح لیس تھی۔ مسلمانوں کی فوج تعداد میں ان کا تیسرا حصہ تھی اور شاید ہی ان کے پاس کوئی جنگی سازوسامان تھا۔ اتنے عظیم الشان فرق کے باوجود بھی مسلمانوں نے دشمنوں کو ایک معجزانہ شکست سے دوچار کیا۔ کیونکہ وہ سچ کی خاطر لڑ رہے تھے تا امن کا قیام اور ظلم کا خاتمہ کر پائیں۔ پس اسی لئے ان کو اجازت دی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے ساتھ تھی۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرما دیا کہ اگر یہ ظلم کا خاتمہ نہ ہوتا تو ہر مذہب کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بنتا۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

''وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔''

یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ دفاعی جنگ کی اجازت نہ دیتا تو نہ کوئی مذہب محفوظ رہتا اور نہ ہی کوئی عبادتگاہ۔ نہ مندر، نہ کلیسا، نہ یہودیوں کے معبد خانے اور نہ ہی مساجد خطرہ سے خالی ہوتیں۔ بلکہ مخالفین ان کو تباہ و برباد کر دیتے اور کسی مذہب کے آثار نہ بچتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کو اس کے مذہب کی وجہ سے نشانہ بنانا ایک گھمبیر اور خطرناک جرم ہے اور اس چیز کو وہ سخت ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے بعض خاص حالات میں ایسے لوگوں کو طاقت کے ذریعہ روکنا جائز قرار دیا گیا ہے۔

یہاں پر ایک اور بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ جس آیت کا مَیں نے حوالہ دیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرمایا کہ صرف مساجد کی حفاظت کی خاطر طاقت کا استعمال ہونا چاہئے۔ بلکہ دیگر مذاہب کی عبادتگاہوں کے نام پہلے لئے گئے اور آخر میں مساجد کا ذکر کیا۔ پس مَیں ایک مرتبہ پھر واضح کر دوں کہ جب مسلمانوں کو کفّار کے خلاف جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ محض اسلام کے دفاع اور اسلام کی حفاظت کی خاطر نہیں تھی بلکہ اس کا مقصد تمام مذاہب اور تمام عبادتگاہوں کی حفاظت کرنا تھا۔ ایک لحاظ سے یہ کہنا درست ہے کہ مذہبی آزادی کے حوالہ سے پہلا قانون قرآن کریم نے ہی بیان فرمایا ہے اور اس کا براہِ راست تعلق مسجد کے ساتھ ہے۔ بالفاظِ دیگر جب بھی نئی مسجد بنتی ہے تو مذہبی آزادی کا ایک نیا باب کھلتا ہے۔ یہ نہ صرف مذہبی آزادی دیتی ہے بلکہ تمام مذاہب کی حفاظت کا بھی حکم دیتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں مَیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کینیڈا کا شمار ان چند ممالک میں ہوتا ہے، شاید دوسرا یا تیسرا ملک ہوگا جس نے باقاعدہ طور پر مذہبی آزادی کیلئے ایک دفتر کا قیام کیا ہے۔ میرے نزدیک اس عمدہ قدم اُٹھانے پر کینیڈا کی حکومت قابلِ تعریف ہے اور مبارکباد کی حقدار ٹھہرتی ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کینیڈا ملک کے اندر اور ملک سے باہر بھی وہ چیز حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس سے خدا تعالیٰ جو زمین وآسمان کا خالق ہے خوش ہوتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بانی اس دَور کے امام ہیں جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کی تجدید کرنے کے لئے آئے تھے۔ اس وجہ سے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم احمدی ہی ہیں جو اسلام اور قرآن کریم کی اصل تعلیمات پر عمل کرنے والے ہیں۔ ہم ساری دنیا کو اسلام کی خالص اور اعلیٰ تعلیمات سے روشناس کروانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ پس ہم کینیڈا حکومت کی اس کوشش کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور دنیا میں مذہبی آزادی کے قیام کے لئے ان کی کوششوں میں مکمل تعاون کریں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم صرف اُسی بات کی تبلیغ کرتے ہیں جس پر ہم خود عمل کرتے ہیں۔ اور اس کا ہم عملی رنگ میں مظاہرہ بھی کر چکے ہیں جیسا کہ مذہبی آزادی کے اس دفتر کا ہمارے مرکز پیس ولیج اونٹاریو میں آغاز کیا گیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے خوشی ہے کہ Dr Andrio Bennett جو اس وقت ہمارے ساتھ موجود ہیں اس ادارہ کے پہلے ایمبیسیڈر مقرر ہوئے ہیں۔ اس تقریب سے پہلے میری اُن سے ملاقات ہو چکی ہے جب یہ لندن میں پیِس سمپوزیم جس کا ہم ہر سال انعقاد کرتے ہیں میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ کشادہ دل اور دوست پرور ہونے کے ساتھ ساتھ اس ذمہ داری کو بھرپور طریق پر ادا کرنے کے لئے بھی پُرجوش اور پُرعزم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ عزم ہمیشہ برقرار رکھے۔

میری یہ بھی دعا ہے کہ کینیڈا کی حکومت اور کینیڈا کے لوگ ان تمام افعال کو اپنا لیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ میری دعا ہے کہ یہ اپنے آپ کو ان اعمال سے بچائے رکھیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں تا کہ اس عظیم قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب مَیں پھر دوبارہ اس مسجد کے متعلق کچھ کہنا چاہوں گا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا اس شہر، علاقہ بلکہ پورے ملک کے لوگ اپنے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات اور پریشانی کو مکمل طور پر دور کر دیں۔ اس مسجد سے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ مسجد صرف پیار، محبت اور بھائی چارہ کا پیغام دیتی ہے اور یہ مسجد امن و ہم آہنگی کی ضامن ثابت ہوگی۔ اس مسجد کا نام 'بیت الرحمان' رکھا گیا ہے۔ لفظ 'رحمان' خدا تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اس کی ایک صفت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات اور تمام اقوام قطع نظر اس کے کہ ان کا تعلق کس نسل اور مذہب سے ہے کے لئے مشفق اور رحیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شفقت کی وجہ سے ہے کہ آج کی مادہ پرست دنیا میں جہاں لوگوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کر رہی وہ اپنی تمام مخلوق کو عطا کرتا چلا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک سچے مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے مشفق اور رحمدل ہونا ضروری ہے۔ دوسروں کو غم اور تکلیف دینے کی بجائے مسلمان کو ان کی مدد کرنی چاہئے۔ ایک مسلمان صرف رحمدل اور شفیق ہونے کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے والا بن سکتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ ایک سچے مسلمان کے لئے دوسرے کے خلاف ظلم میں حصہ لینا اور فساد برپا کرنا ناممکن ہے۔ ایک سچے مسلمان کے کئے ایک مسجد کو خوف اور نفرت کی جگہ بنا دینا اور لوگوں کو اس سے دَور کر دینا ناممکن ہے۔ بلکہ اس کے برعکس چونکہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور یہ امن اور سلامتی کا پیغام دیتی ہے۔ مسجد تو ایسی جگہ ہے جو مقناطیس کی طرح لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر مَیں اعلان کرتا ہوں کہ یہ مسجد تمام لوگوں میں قطع نظر اس کے کہ وہ احمدی ہیں یا غیر احمدی، مسلمان ہیں یا غیر مسلم پیار، امن اور بھائی چارہ پھیلانے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ تمام مذاہب کے لوگوں کیلئے ہماری مسجد کے دروازے کھلے رہیں گے کیونکہ یہ مسجد خدا تعالیٰ کی بنی نوع انسان کیلئے رحمانیت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں یہ بھی بتا دوں کہ اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ احمدی مسلمانوں کی وسیع تر معاشرہ میں ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ مقامی احمدیوں کو ہر کلیسا، گرجا گھر اور ہر عبادتگاہ کی حفاظت کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ غیر احمدی خود اس بات کا مشاہدہ کریں گے اور محسوس کریں گے کہ جب بھی ان کو کسی چیز کی ضرورت یا مدد چاہئے ہوگی تو احمدی ہی ان کے مدد کرنے کے لئے اور تمام لوگوں کی عبادتگاہوں کی حفاظت کرنے کے لئے سب سے آگے ہوں گے۔

میں امید کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ آپ کا میری باتوں پر جو میں نے آج کی ہیں پختہ یقین قائم ہو جائے اور آپ پر اسلام کی خوبصورتی اور اس کی خوبصورت تعلیمات واضح ہو جائیں۔ درحقیقت یہی اسلام ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے روشنی کی کرن ہے اور جس پر جماعت احمدیہ عمل پیرا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کی دنیا کو اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ تمام مذاہب کے ماننے والے اور وہ لوگ بھی جن کا مذہب پر ایمان نہیں ہے اکٹھے ہو جائیں۔ تمام قوموں اور نسلوں کا متفقہ مقصد کے لئے اس دنیا کو تباہی سے بچانے کی خاطر اکٹھا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ تمام امن پسند لوگوں کو جہاں بھی ظلم ہو رہا ہے اس کی مضبوطی کے ساتھ روک تھام کیلئے لازماً اکٹھا ہونا پڑے گا۔ ہر ایک کو اپنے دلوں سے عداوت، بغض اور نفرت ختم کرنا ہوگی ورنہ یہ عداوتیں بھڑک اُٹھیں گی اور دنیا کی تباہی کا موجب ہوں گی۔ عالمی جنگ کے آثار مسلسل افق پر نمودار ہو رہے ہیں اور اس جنگ کے تباہ کن نتائج سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اُس واحد خدا سے استدعا کی جائے جو اپنی مخلوق کے لئے رحمان ہے۔ میری دعا ہے کہ دنیا اس خدا کی طرف جھک جائے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر مَیں آپ سب کا وقت نکال کر ہماری اس خوشی میں شریک ہونے پر دلی طور پر مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے۔ شکریہ۔]

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بج کر دس منٹ تک جاری رہا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ختم ہوا تمام مہمان کھڑے ہو گئے اور کافی دیر تک تالیاں بجاتے رہے۔

بعد ازاں حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے بعد حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت مہمانوں سے ملے۔ مہمان باری باری حضور انور کے پاس آتے، گفتگو کرتے اور درخواست کر کے تصویر بنواتے۔ ہر ایک حضور انور سے ملنے کے لئے بیتاب تھا۔

بعد ازاں دو بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں تشریف لے آئے۔

دو معزز مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات

❁......پروگرام کے مطابق ممبر پارلیمنٹ Jim

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2013ء

بیت السبوح فرینکفرٹ میں واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس

❁...... جامعہ احمدیہ کے قیام، اس کی غرض وغایت، جامعہ میں پڑھائے جانے والے علوم اور عمومی تعارف سے متعلق مضامین۔

❁...... واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس سوال وجواب۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُرشفقت رہنمائی اور اہم نصائح۔

❁...... تقریب آمین۔ ❁...... انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

23 جون بروز اتوار 2013ء (حصّہ دوم)

....

واقفین نَو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق واقف نو بچوں کی کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم طلحہ کاہلوں نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم لقمان ثاقب نے پیش کیا۔

❁...... بعد ازاں عزیزم مبرور احمد خان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث مبارکہ پیش کی۔

’’حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور ترقی دینا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔‘‘

(صحیح بخاری۔ کتاب العلم)

❁...... اس کے بعد عزیزم راحیل احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دین کو دنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے۔ کہنے کو تو انسان کہہ لیتا ہے اور اقرار بھی کر لیتا ہے مگر اس کا پورا کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ جب انسان کا دنیوی مال میں نقصان ہو تو کس قدر درد اس کے دل کو پہنچتا ہے اور اس کے بالمقابل جب کسی دینی امر میں نقصان ہو جائے تو پھر کس قدر درد اس کے دل کو ہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس شناخت کے واسطے اپنے دل کو ہی ترازو بنائے کہ دنیاوی نقصان کے واسطے وہ کس قدر بے قرار ہوتا ہے اور چیختا چلّاتا ہے اور پھر دینی نقصان کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے؟ بد ہے وہ شخص جو دوسرے کو دھوکا دیتا ہے مگر بدتر ہے وہ جو اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ دین کو مقدم نہیں کرتا اور خیال کرتا ہے کہ میں دین کو مقدم کئے ہوئے ہوں۔ وہ سچے طور پر خدا تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں بنا اور ظن کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جو شخص دوسرے پر ظلم کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ ظلم کر کے بھاگ جائے گا اور اس طرح اپنے آپ کو بچائے۔ مگر وہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ کہاں بھاگ کر جائے گا اور اس ظلم کی سزا سے کس طرح بچ سکے گا۔ مبارک ہے وہ جو دین کو اور خدا تعالیٰ کو سب چیزوں پر مقدم رکھتا ہے کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 234-235)

بعد ازاں عزیزم کلیم احمد سلیم نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اٹھانا پڑے ہمیں

خوش الحانی سے پیش کیا۔

جامعہ احمدیہ ایک تعارف

❁...... اس کے بعد عزیزم دانیال تصوّر، نعمان احمد خان اور مشہود احمد ادیب نے جامعہ احمدیہ کے قیام، غرض وغایت، جامعہ میں پڑھائے جانے والے علوم اور دوسرے پروگرام اور جامعہ کی اہمیت وضرورت پر مشتمل مضامین پیش کئے۔

سب سے پہلا مضمون عزیزم دانیال تصوّر نے **’’حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بارہ میں ارشادات‘‘** پر مشتمل پیش کیا۔

سیدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 جنوری 2013ء کے خطبۂ جمعہ میں واقفین نو کو مخاطب فرماتے ہوئے خاص طور پر جامعہ احمدیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ پیارے آقا نے فرمایا:

’’دین کی تعلیم کے لئے جو جماعتی دینی ادارے ہیں اُن میں جانا ضروری ہے۔ جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفینِ نَو میں کافی زیادہ ہونی چاہئے۔۔۔ ہمارے سامنے تو تمام دنیا کا میدان ہے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر، ہر جگہ ہم نے پہنچنا ہے۔ ہر جگہ ہر براعظم میں نہیں، ہر ملک میں نہیں، ہر شہر میں نہیں بلکہ ہر قصبہ میں، ہر گاؤں میں، دنیا کے ہر فرد تک اسلام کے خوبصورت پیغام کو پہنچانا ہے۔ اس کے لئے چند ایک مبلغین کام کو انجام نہیں دے سکتے۔‘‘

فرمایا: ’’تبلیغ کا کام بہت وسیع کام ہے۔ اور یہ باقاعدہ تربیت یافتہ مبلغین سے ہی زیادہ بہتر طور پر ہوسکتا ہے۔ اس لئے واقفینِ نَو کو زیادہ سے زیادہ یا واقفینِ نَو کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔ جبکہ جو اعداد وشمار مَیں نے بتائے ہیں، اس سے تو ہم ہر ملک کے ہر علاقے میں جیسا کہ میں نے کہا مستقبل قریب کیا بلکہ دُور میں بھی ہر جگہ مبلغ نہیں بٹھا سکتے۔ اور جب تک کل وقتی معلمین اور مبلغین نہیں ہوں گے انقلابی تبدیلی اور انقلابی تبلیغی پروگرام بہت مشکل ہے۔‘‘

’’بچوں میں وقفِ نَو ہونے کی جو خوشی ہوتی ہے بچپن میں تو اُس کا اظہار بہت ہو رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس یورپی معاشرے میں ماں باپ کی صحیح توجہ نہ ہونے کی وجہ سے، دنیاوی تعلیم سے متاثر ہو جانے کی وجہ سے یا اپنے دوستوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی وجہ سے جامعہ کے بجائے دوسرے مضامین پڑھنے کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ بعض بچپن میں تو کہتے ہیں جامعہ میں جانا ہے۔ لیکن جی سی ایس سی (GCSC) پاس کرتے ہیں، سیکنڈری سکولز پاس کرتے ہیں تو پھر ترجیحات بدل جاتی ہیں۔‘‘

’’جامعہ احمدیہ میں آنے والوں کی تعداد جرمنی میں بھی اور یوکے میں بھی بہت کم ہے۔ ان دونوں جامعات میں یورپ کے دوسرے ملکوں سے بھی طالب علم آتے ہیں، اس طرح تو یہ تعداد اور بھی کم ہو جاتی ہے۔۔۔ جماعتیں مبلغین اور مربیان کا مطالبہ کرتی ہیں تو پھر واقفینِ نَو کو جامعہ میں پڑھنے کے لئے تیار بھی کریں۔‘‘

’’مَیں دوبارہ اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں دین کے پھیلانے کے لئے دینی علم کی ضرورت ہے اور یہ علم سب سے زیادہ ایسے ادارہ سے ہی مل سکتا ہے جس کا مقصد ہی دینی علم سکھانا ہو۔ اور یہ ادارہ جماعت احمدیہ میں جامعہ احمدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔‘‘

جامعہ احمدیہ میں حاصل کی جانے والی تعلیم کے بارہ میں پیارے آقا نے فرمایا: ’’جہاں تک پڑھائی کا سوال ہے، جو علم دیا جا رہا ہے، وہ بہت وسیع علم ہے جو جامعہ کے طلباء اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل کر رہے ہیں۔‘‘

اب آپ کے سامنے ان مضامین اور علوم کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا جو جامعہ احمدیہ میں پڑھائے جاتے ہیں۔

❁...... اس کے بعد دوسرا درج ذیل مضمون جو **’’جامعہ احمدیہ میں پڑھائے جانے والے علوم‘‘** کے تعارف پر مشتمل تھا۔ عزیزم نعمان احمد خان نے پیش کیا۔

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں اس خاص زمانے میں پیدا کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ حَکم وعدل امام الزماں تشریف لائے جنہوں نے ایمان کو ثریّا ستارے سے اتار کر دوبارہ دنیا میں قائم کیا۔ وہ قرآنی تعلیم جس پر مرورِ زمانہ کے ساتھ دھول پڑ گئی تھی اسے اس کی اصل حالت میں ہمیں دکھایا اور سکھایا۔ پھر یہ بھی ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت کی برکت سے وہی تعلیم اپنی اصل حالت میں جاری ہے اور جامعہ احمدیہ وہ عظیم درسگاہ ہے جس میں اس تعلیم کو پڑھایا اور سکھایا جاتا ہے۔

آج دنیا بھر میں کوئی بھی ایسی درسگاہ نہیں ہے جس میں اسلام کی ایسی صحیح اور سچی تعلیم دی جاتی ہو۔ آج اسلام کی حقیقی تعلیم صرف اور صرف اس زمانہ کے حَکم وعدل امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کی قائم فرمودہ درسگاہ سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کی تعلیم دوسری یونیورسٹیوں کی تعلیم سے کسی لحاظ سے بھی کم نہیں، اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ امام الزماں اور سلطان القلم کی جاری کردہ تعلیم خلیفۂ وقت کی براہ راست نگرانی میں سکھائی جاتی ہو وہ کسی بھی لحاظ سے دوسرے کسی ادارے سے کم ہو۔ جامعہ احمدیہ کا نصاب دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اور یہ ایک ایسی بنیاد فراہم کرتا ہے کہ جس کے اوپر جس ڈیزائن کی عمارت تعمیر کرنا چاہیں مضبوط اور خوبصورت ہوگی۔ جماعت کو جہاں جہاں اور جس جس فیلڈ میں ضرورت محسوس ہوئی وہاں وہاں جامعہ سے فارغ ہونے والے مربیانِ سلسلہ نے اس اعلیٰ قابلیت کا مظاہرہ بھی کیا۔ کئی مربیان نے نہ صرف مختلف زبانیں سیکھیں بلکہ ان میں سے بعض نے پی ایچ ڈی بھی کی۔ اسی طرح کئی مربیان نے بعد ازاں اعلیٰ دنیاوی تعلیم بھی مکمل کی۔

اب میں آپ کی خدمت میں اس عظیم درسگاہ میں سکھائے جانے والے علوم کا مختصر جائزہ رکھتا ہوں کہ یہاں کیا کیا پڑھایا جاتا ہے۔ جامعہ کا کورس سات سالوں پر محیط ہے۔ اور ہر سال میں دو سمیسٹر ہوتے ہیں۔ سات سال مکمل کرنے کے بعد پاس ہونے والے مربیان ومبلغین کو ’’شاہد‘‘ کی ڈگری دی جاتی ہے۔ دنیا بھر کے تمام جامعات کا نصاب اور طریقۂ تعلیم ایک جیسا ہے اور براہ راست خلیفۂ وقت کی زیرِ نگرانی تیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح امتحانات بھی انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق ہوتے ہیں اور حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بذاتِ خود ہر طالبِ علم کے رزلٹ کا جائزہ لیتے اور اس کی منظوری عطا فرماتے ہیں۔

جامعہ کے نصاب میں قرآن کریم ناظرہ، باترجمہ، تفاسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت، کلام، تصوف، موازنۂ مذاہب کے علاوہ مختلف زبانیں بھی شامل ہیں۔ اسی طرح سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر فرمودہ کتب کا مطالعہ بھی نصاب کا لازمی حصہ ہے۔

آیئے اب سال وائز جائزہ لیتے ہیں کہ ہر کلاس میں کیا پڑھا جاتا ہے۔

جامعہ کے پہلے دو سالوں میں قرآن کریم ناظرہ اور کچھ حصہ ترجمہ کے علاوہ زیادہ تر زبانوں پر توجہ دی جاتی ہے۔ اردو اور عربی پر خصوصاً توجہ دی جاتی ہے۔ اسی طرح جرمن اور انگلش بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ جرمنی میں داخلے کے وقت کئی طلباء کو اردو لکھنی پڑھنی نہیں آتی لیکن پہلے دو سالوں میں خدا کے فضل سے تقریباً تمام طلباء اردو لکھ بھی سکتے ہیں اور پڑھ بھی سکتے ہیں۔ اسی طرح طلباء مختلف موضوعات پر عربی، اردو اور انگلش میں تقاریر کی پریکٹس بھی کرتے ہیں۔

جامعہ کے تیسرے سال میں کچھ مزید مضامین کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کا ترجمہ، حدیث، تاریخ وسیرت، کلام وغیرہ۔ جبکہ عربی، اردو، انگلش اور جرمن زبانیں بھی ساتھ ساتھ جاری رہتی ہیں۔

چوتھے اور پانچویں سال میں کچھ اور مضامین کا اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے تفسیر القرآن (اس میں تفسیر کبیر اور تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ گزشتہ مفسرین کی تفاسیر بھی پڑھائی جاتی ہیں۔) موازنہ مذاہب (اس میں عیسائیت، یہودیت، ہندو ازم، سکھ ازم، بدھ ازم، بہائیت جیسے مذاہب کا تعارف اوران کے بنیادی عقائد کے بارہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ نیز ان مذاہب کی تعلیم کا اسلام کی تعلیم سے موازنہ کیا جاتا ہے۔) اس کے علاوہ تاریخ اور تصوف وغیرہ شامل ہیں۔

چھٹے سال میں بعض اور مضامین جیسے فقہ احمدیہ اور فارسی زبان وغیرہ شامل ہو جاتے ہیں۔

ساتویں اور آخری سال میں ایک سمیسٹر میں پڑھائی ہوتی ہے۔ اور دوسرے سمیسٹر میں طلباء کو ایک تحقیقی مقالہ لکھنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ ہر طالب علم کو جامعہ احمدیہ کے آخری سال میں ایک تحقیقی مقالہ لکھنا ہوتا ہے۔ جس کا عنوان بعد از منظوری حضرت خلیفۃ المسیح چوتھے سال میں ہی ہر طالبعلم کو دے دیا جاتا ہے۔ اس مقالے کا ایک نگران اور ایک چیک کرنے والا مقرر کیا جاتا ہے۔ مقالہ لکھتے ہوئے طالبعلم کو راہنمائی کے لئے مستقل اپنے نگران مقالہ سے رابطہ رکھنا ہوتا ہے۔ ہر طالبعلم کا اس مقالہ کے بارہ میں ایک بورڈ تفصیلی انٹرویو لیتا ہے۔ دوسرے مضامین کے ساتھ ساتھ طالبعلم کو مقالہ میں بھی پاس ہونا لازمی ہوتا ہے۔

نارمل پڑھائی کے ساتھ ساتھ طلباء کو قرآن کریم کے بعض مخصوص حصے حفظ کرنا ہوتے ہیں اسی طرح بعض احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض عربی قصائد، عرب شعراء کے بعض قصائد، ضرب الامثال اور چند دعائیں وغیرہ ہر طالبعلم کو ہر سال کے ہر سمیسٹر کے آخر پر یاد کرنا ضروری ہوتے ہیں۔ اسی طرح لازمی مطالعہ میں روحانی خزائن، خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض مخصوص کتب و تفاسیر، اسی طرح گزشتہ تفاسیر جیسے کشّاف، تفسیر ابن کثیر وغیرہ۔ اسی طرح بعض عربی ادب کی کتب، تاریخ وغیرہ۔ ان تمام کتب کا مطالعہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے اور ہر روز سپورٹس ہوتی ہیں جس میں ہر طالب علم کو روزانہ ایک گھنٹہ لازمی کھیلنا ہوتا ہے۔

طلباء میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں۔ جس کے لئے مجلسِ علمی اور مجلسِ صحت قائم ہیں۔ طلباء میں سے ہی ان مجالس کے صدر اور سیکریٹری مقرر ہوتے ہیں۔ یہ مجالس باقاعدگی سے علمی اور ورزشی مقابلہ جات کرواتی ہیں جس میں طلباء بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

سات سالہ تعلیم کے دوران چونکہ تمام طلباء جامعہ کے ہوسٹل میں رہتے ہیں اس طرح انہیں اپنی روحانی تربیت کے مواقع ملتے رہتے ہیں۔ جس میں صبح تہجد ادا کرنا، پنجوقتہ نمازیں باجماعت ادا کرنا، باقاعدگی سے تلاوتِ قرآن کریم کرنا، مطالعہ کتب کرنا اور اس طرح پورا دن ایک مقررہ ٹائم ٹیبل کے مطابق گزارنا۔

شاہد کا امتحان سات سال کے کورس میں سے ہوتا ہے۔ اور یہ امتحان وکالت تعلیم لیتی ہے۔ پیپرز جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کے علاوہ دوسرے جامعات کے اساتذہ؛ جماعت کے ناظران، وکلاء و مربیان سے بھی تیار کروائے جاتے ہیں۔ اور چیکنگ بھی وکالت تعلیم کے تحت ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا کہ رزلٹ کی آخری منظوری حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔

اس طرح جامعہ دنیاوی سٹینڈرڈز کے لحاظ سے بھی کسی یونیورسٹی کے معیار سے کم نہیں اور دینی اور روحانی لحاظ سے تو کوئی یونیورسٹی اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس عظیم درسگاہ سے تعلیم حاصل کر کے اسلام احمدیت کی اعلیٰ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁...... بعد ازاں **''جامعہ احمدیہ کی اہمیت اور ضرورت''** کے عنوان پر مشتمل درج ذیل مضمون عزیزم مشہود احمد ادیب نے پیش کیا۔

[جامعہ احمدیہ جیسی عظیم درسگاہ سو سال سے زائد عرصے سے اسلام احمدیت کے پیغام کو پوری دنیا میں پہنچانے کے لئے مبلغین اور مربیان کو تیار کر رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے نونہالانِ جماعت کی تعلیم و تربیت اور اسلام کی صحیح ہدایت اور خوبیاں سکھانے کے لئے ایک مدرسہ 3 جنوری 1898ء میں قائم فرمایا اور اس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام رکھا گیا جو 1903ء میں کالج بن گیا۔ 1905ء میں دو عظیم بزرگوں حضرت مولوی عبد الکریمؓ اور حضرت برہان الدین جہلمیؓ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مدرسہ میں جنوری 1906ء میں دینیات کی شاخ کھولی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں فرمایا: ''مدرسہ کی سلسلۂ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ اس کے متعلق غور کیا جائے کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ ہو اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کے خدمت دین کو اختیار کریں...... ۔ ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں توغّل رکھتے ہوں (یعنی پوری مشق رکھتے ہوں) اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو آجکل کے طرزِ مناظرات میں پکے ہوں۔ علومِ جدیدہ (یعنی نئے علوم) سے بھی واقف ہوں۔ کسی مجلس میں کوئی سوال پیش آجائے تو جواب دے سکیں اور کبھی ضرورت کے وقت عیسائیوں سے یا کسی اور مذہب والوں سے انہیں اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہ ہوں بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو پُر زور اور پُر شوکت الفاظ میں ظاہر کر سکیں...... ۔ میں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں تیار ہو جائیں جو اسلام کی خدمت کر سکیں...... ۔ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت بھی رکھتے ہوں اور پورے طور پر تقریر کر کے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں۔

(ملفوظات جلد چہارم از صفحہ 618)

1909ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ احمدیہ ترقی کرتے کرتے 1928ء میں عربی کالج کی شکل اختیار کر گیا۔ 20 مئی 1928ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جامعہ احمدیہ کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس کے افتتاح کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ''بظاہر یہ باتیں خواب و خیال نظر آتی ہیں مگر ہم اس قسم کی خوابوں کا پورا ہونا اتنی بار دیکھ چکے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو ظاہری باتوں کے پورے ہونے پر جس قدر اعتماد ہے اس سے بڑھ کر ہمیں ان خوابوں کے پورے ہونے پر یقین ہے...... ۔ ابھی تو ہم اس کی بنیاد رکھ رہے ہیں...... آج وہ خیال پورا ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہی چھوٹی سی بنیاد ترقی کر کے دنیا کے سب سے بڑے کالجوں میں شمار ہوگی۔''

(تاریخ احمدیت جلد 6 از صفحہ 28)

آج ہم وہ خواب حقیقت کے روپ میں دیکھ رہے ہیں۔ آج نہ صرف یہ جامعات قادیان اور ربوہ میں جماعت کی بھرپور خدمت بجا لا رہے ہیں بلکہ اور کئی ممالک یعنی غانا، انڈونیشیا، کینیڈا، برطانیہ اور جرمنی میں بھی ان کا باقاعدہ قیام عمل میں آچکا ہے۔

20 اگست 2008ء کو جرمنی میں جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''انشاء اللہ دنیا میں جامعات کھلتے چلے جائیں گے جہاں دینی علم حاصل کرنے والے پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ آئندہ ضرورت کے پیشِ نظر ہو سکتا ہے کہ جب تعداد بڑھے تو یورپ کے اور ملکوں میں بھی جامعہ کھلیں۔ امریکہ، کینیڈا اور ساؤتھ امریکہ وغیرہ کے علاقوں میں اور جامعہ کھلیں۔ جزائر میں جامعات کھلیں۔ تو یہ تو کھلتے چلیں جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور دین کے خادم پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''دیکھو مَیں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہی ہوگا۔ جس کے زمانے میں فتوحات ہوں گی وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا۔ تم ہی لوگ ان کے معلّم بنو گے۔ پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنا دیئے جاؤ گے۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے لئے استاد بن سکو۔ اگر تم نے خود نہ پڑھا تو ان کو کیا پڑھاؤ گے۔'' (انوار خلافت)

نیز فرمایا: ''زندگی کی علامت یہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنی جان لے کر آگے آئے اور کہے کہ اے امیر المومنین! یہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین اور اس کے اسلام کے لئے حاضر ہیں۔ جس دن سے تم نے محض دل میں ہی یہ نہ سمجھ لیا بلکہ اس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا اُس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جنوری 1935ء)

سیدی پیارے آقا! حضور نے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جنوری 2013ء میں اس بات کا ذکر فرمایا تھا کہ جرمنی سے کسی نے جامعہ احمدیہ کے طریق تعلیم پر سے اعتراض اٹھایا ہے۔ سیدی جان سے پیارے آقا! ہم جرمنی کے تمام واقفین نو اس اٹھائے جانے والے اعتراض پر شرمندہ ہیں اور پیارے آقا سے معافی کے خواستگار ہیں۔ اور ایک بار پھر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہمارے جان، مال، وقت اور عزت ہر لحہ خلیفۂ وقت کے قدموں میں حاضر ہیں۔ پیارے آقا ہمیں جب اور جہاں بھی جانے کا ارشاد فرمائیں گے ہم پورے شرح صدر کے ساتھ وہاں جانے میں اپنی سعادت سمجھیں گے۔ حضور پُر نور سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنے عہدوں کو پورا کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔]

☆☆☆

❁...... اس کے بعد ملک اویس احمد نے ''جامعہ احمدیہ'' کے حوالہ سے درج ذیل نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

آسماں کے بول سے لکھی کتاب جامعہ
نور میں ڈھلتا گیا پھر آفتابِ جامعہ
تو ہمیشہ قائم و دائم رہے اس شان سے
ایک دنیا فیض پائے تجھ سے آبِ جامعہ
روح کی بنجر زمینیں تر کریں گے نور سے
گود سے تیری جو نکلے ہیں سحاب جامعہ
واقفین نَو کی خوشبو پھیل جائے ہر طرف
ساری دنیا میں یہ پھیلائیں گلابِ جامعہ
تم سے دکھلائے خدا تعبیر ایسی شان سے
جیسے دیکھا مہدیٔ دوراں نے خواب جامعہ

❁...... اس نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقف نو بچوں سے دریافت فرمایا کہ جو امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر جو بچے آئندہ سال اور پھر اس سے اگلے سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے کے خواہشمند تھے انہوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

❁...... اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے** فرمایا: جامعہ جرمنی میں ہر سال جرمنی سے کم از کم بیس طلباء داخل ہونے چاہئیں۔ آپ کی جو ضروریات ہیں، جو تقاضے ہیں، وہ پورے کرنے ہیں تو پھر کم از کم اتنی تعداد ہونی ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جو طلباء اس وقت Real میں ہیں اور Abitur میں ہیں وہ اس بارہ میں سوچیں۔ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا کر سافٹ ویئر انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس میں جانے کی بجائے **پہلی ترجیح جامعہ میں جانے کی ہونی چاہئے**۔ اس کے بعد ڈاکٹرز، انجینئرز یا کسی دوسری فیلڈ میں جانے کا سوچیں۔ دنیا داری کی طرف سوچیں زیادہ لگ گئی ہیں۔

واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس سوال و جواب

اس کے بعد حضور انور نے بچوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** بعض اوقات جب بچہ ابتدائی دور میں ہو، یعنی cells کی حالت میں ہو تو میڈیکل ریسرچ کے لئے اس پر کچھ تجربات کئے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں اسلام کی کیا تعلیم ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا اگر یہ تجربات اس دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں کہ آئندہ جو بچے پیدا ہوں گے، ان میں pregnancy کے دوران جو مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، ان کا پتہ چل جائے۔ اس لحاظ سے یہ تجربہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ ماں کے پیٹ میں چلا جاتا ہے اور جسم کی growth شروع ہو جاتی ہے تو اس وقت اس کو مارنا جائز نہیں ہے۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** جب امام نماز پڑھا رہا ہو، مثلاً تین رکعات کی بجائے دو پڑھا دے تو کیا کرنا چاہئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' ایک دفعہ کہہ دو۔ اگر امام نے سن لیا تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو خاموش رہو اور بار بار نہ کہو۔ یہ نہیں کہ پہلے پہلی صف اور پھر دوسری صف والے ''سبحان اللہ'' کہنا شروع ہو جائیں اور پھر تیسری صف شروع کر دے۔ اس طرح بار بار کے کہنے سے امام کو بھول ہی جاتا ہے کہ میں نے کرنا کیا ہے، کیا غلطی ہوگئی ہے، وہ نماز میں کچھ کہہ نہیں سکتا، کچھ کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو اسلئے ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا کافی ہے۔ امام کو سمجھ آگیا تو ٹھیک ہے، نہیں یاد آتا تو خاموش رہو اور جب امام سلام پھیر دے تو اس کو یاد کروا دو کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھی تھیں، پوری تین رکعات نہیں پڑھ سکے۔ تو امام سلام پھیرنے کے بعد پھر کھڑا ہوگا اور ایک رکعت پڑھا دے گا۔ سارے اس کے ساتھ پڑھیں گے اور رکعت کے بعد جب سلام پھیرنے لگے تو اس سے پہلے سجدہ سہو کے دو سجدے کرے گا اور سلام پھیر دے گا۔ بس ایک دفعہ امام کو یاد کروا دو۔ بعض دفعہ امام

confuse بھی ہو جاتے ہیں۔ مجھے بھی بعض دفعہ لوگ ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' اس طرح کہنے لگتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ غلطی کیا کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ایک دفعہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ کوئی کچھ نہیں بولا اور میں نے دو رکعات مغرب کی نماز کے بعد سلام پھیر دیا تو پھر نمازیوں نے کہا کہ آپ نے تو دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، پھر ایک رکعت اور پڑھ لیتے ہیں۔ تو یہ ہو جاتا ہے، ہر ایک سے ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھا دی تھیں۔ صحابہؓ نے کچھ نہیں کہا۔ بعد میں کسی نے کہا کہ کیا نماز کے بارے میں نیا حکم آ گیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ نہیں۔ تو کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' کہہ کر یاد کروا دینا تھا۔ بھول تو ہر ایک سکتا ہے۔ لیکن اگر امام کو یاد آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ سلام پھیرنے کے بعد نماز کا جو حصہ رہ گیا ہے، وہ پورا کرلے گا۔

❁......**ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** میں سول انجینئرنگ کر رہا ہوں اور اگلے سال انشاء اللہ مکمل ہو جائے گی۔ کیا میں اب ماسٹرز کر سکتا ہوں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: بالکل کرلو، لیکن کس چیز میں کرو گے؟

اس پر واقفِ نو نے عرض کی کہ سِول انجینئرنگ میں کنسٹرکشن میں سپیشلائزیشن کرنی تھی۔ مسجدیں اور بلڈنگز وغیرہ بنانی ہوتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اچھی بات ہے کریں۔ جرمنی میں جو مسجدیں پانچ سال میں بنانی تھیں اس میں سے ابھی بیس سالوں میں پچاس بھی نہیں بنیں۔ ابھی بہت وقت ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی بناتے رہنا ہے۔ ایسا ڈیزائن کرو، جو سستا بھی ہو۔ بلکہ یہ بھی ریسرچ کرنی چاہئے کہ کون سے material استعمال کئے جائیں، جو دیرپا بھی ہوں۔ ابھی یہ pre fabricated material استعمال کر رہے ہیں جس سے مسجدوں کی cost آدھی رہ گئی ہے۔ لیکن مزید دیکھنا چاہئے کہ اس کی مضبوطی کیسی ہے، لائف کتنی ہے؟ اور مزید ریسرچ بھی کرنی چاہئے کہ کس طرح ہم کم خرچ پر زیادہ سے زیادہ مسجدیں بنا سکتے ہیں۔

❁......**ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے والد صاحب ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی کام کرنا ہو تو خلیفہ وقت سے ضرور اجازت لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: آپ تو ویسے وقفِ نو ہیں، آپ کے لئے تو ویسے ہی ضروری ہے لیکن باقی عام آدمی کے لئے ضروری نہیں ہے۔

واقفِ نَو نوجوان نے عرض کیا کہ میں teaching کی فیلڈ میں تربیت حاصل کر رہا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صوبہ ہیسن میں نصاب تیار ہے اور احمدیہ جماعت کی طرف سے کیا گیا ہے جو سکولوں میں پڑھایا جائے گا۔ اب میں شوق رکھتا ہوں کہ اسلامک سٹڈی پڑھوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے اسلامک سٹڈی کریں اور اس کے بعد بتا دیں کہ میں نے یہ پڑھائی مکمل کر لی ہے اور اب کیا مجھے اجازت مل سکتی ہے کہ یہاں اگر سکولوں میں جگہ ملے تو اِدھر ہی پڑھا لوں۔ یا ابھی تو جماعت کا کوئی سکول نہیں ہے، لیکن جب جماعت سکول کھولے گی تو وہاں پڑھا لیں۔

اس واقفِ نو کا جسم کچھ بھاری تھا۔ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا** بھاگ دوڑ کیا کریں، ورزش کیا کریں۔ 24 سال تمہاری عمر ہے، تمہیں ورزش کی زیادہ ضرورت ہے۔

❁......**اسی واقف نو نے عرض کیا کہ** پچھلی جمعرات کو میرے والد صاحب کا انتقال ہوا ہے۔ تو ان کے لئے دعا کی درخواست ہے اور میں اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کے والد صاحب کی خواہشات کو، ان کی دعاؤں کو آپ کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین۔

❁......**ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** نماز قصر کس صورت میں ہو سکتی ہے اور کتنے دن تک ہم لگاتار قصر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگر آپ سفر پر ہیں تو آپ نماز قصر کریں گے۔ جیسے میں آجکل سفر پر ہوں تو اسلئے میں بھی نماز قصر کر رہا ہوں۔ 14 سے 15 دن تک آپ قصر کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کو مدت کا پتہ نہیں ہے۔ مثلاً آپ چار دن تک سفر پر ہوں اور پھر مزید چار دن کسی کام کی وجہ سے ٹھہرنا پڑ جائے، تو آپ قصر کریں گے۔ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک بار ایسا واقعہ ہوا کہ چند دن کا سفر تھا اور آپ نماز قصر فرماتے رہے۔ وہ مدت دو مہینے تک طویل ہو گئی اور آپ نے قصر کر کے نماز ادا کی۔ تو یہ اس صورتِ حال میں ہے کہ آپ سفر میں ہیں۔ سفر کی نیت سے نکلے ہیں تو پھر قصر کرلیں۔ ہاں اگر سفر میں قیام 14 دن سے زیادہ ہو تو پھر میں قصر نہیں کرتا۔

❁......**ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** حضور سے دعا کی درخواست ہے کہ Baden-Württemberg کے صوبہ میں کیس کا انکار ہو رہا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جن کے reject ہو رہے ہیں تو ان سے کہو کہ صدقہ دیں، دعا کریں اور سچ بولیں۔ سچائی پر قائم رہ کر اپنے کیس کا بیان دیں۔ جو سچی سٹیٹمنٹ پہلے دی ہے اس پر قائم رہیں۔ ان لوگوں میں ہمدردی کا جذبہ بہرحال ہے۔ اگر انہیں بتایا جائے کہ ہمارے حالات وہاں پر ایسے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی کیس بنا ہوا ہو۔ بلکہ اردگرد کا ماحول ایسا بن چکا ہے اور ہم پر mental troture ہے۔ jobs بھی بعض اوقات نہیں ملتیں، یا بڑی jobs سے نکال بعض دفعہ نکال دیا جاتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ life threat ہو یا مقدمہ ہی ہمارے خلاف بنا ہو۔ تو یہ جو mental torture ہے یہ ہماری برداشت سے باہر ہو گیا ہے اسلئے ہم یہاں آ گئے ہیں تاکہ ہمیں سکون ملے۔ اگر مستقل نہیں تو ہمیں 5 سال کا ہی ویزہ دے دیں۔ 5 سال تو ہمارے اچھے گزر جائیں اور اگر حالات اچھے ہوں تو ہم واپس بھی جا سکتے ہیں۔ اگر انہیں یہ یقین دلا دیا جائے کہ آپ کے کیسز سچائی پر مبنی ہیں تو میں نے دیکھا ہے کہ عموماً 80 فیصد کیس پاس ہو جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جماعت بھی انہیں ثبوت دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے اور ایمبیسیز کے ذریعے بھی بتایا جا رہا ہے اور سیاستدانوں کو بھی بتایا جاتا ہے۔ میں بھی اپنے سفروں میں بتاتا رہتا ہوں۔ دنیا کو تو ہر جگہ پتہ ہے۔ Human Rights والوں کو بھی سب کچھ پتہ ہے، UNO کی جو کانفرنس ہوتی ہے تو وہاں بھی جماعت کا موقف پیش کیا جاتا ہے۔ جو کوششیں ہیں، وہ تو ہم کرتے ہیں۔ تو کیسز اس طرح پیش کرنے چاہئیں کہ ان کے ہمدردی کے جذبات ابھریں اور یہ کیسز سچائی پر مبنی ہوں۔ یہی میں خطبہ میں کہہ چکا ہوں۔

❁......**ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں امام تلاوت اونچی آواز میں پڑھتا ہے۔ تو دوسری نمازوں میں اونچی آواز میں تلاوت کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ایک وجہ تو یہ ہے کہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کر کے دکھایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سنت تھی، اسی کے مطابق ہم کرتے ہیں۔ دوسری حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وقت کے مطابق جو صورتِ حال ہے اِسی طرح پڑھتے ہیں۔ جیسے ظہر یا عصر کی نماز کا جو وقت ہوتا ہے وہ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں خاموشی طاری ہوئی ہوتی ہے اور اس خاموشی میں عبادت کا جو ایک ماحول ہوتا ہے، یعنی بغیر اونچی آواز کے تو اس عبادت میں زیادہ سکون ہوتا ہے، یعنی انسانی فطرت کے مطابق یہ دونوں عمل ہو رہے ہیں۔ قدرت کا جو ایک ماحول ہے، یہ اس کے مطابق ہے۔

❁......**ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** پچھلی کلاس میں' میں نے بتایا تھا کہ میں نے سکول میں ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں تقریر کرنی تھی تو الحمدللہ بہت کامیاب رہی ہے۔ پہلے سکول میں class mates کو خدا کے بارے میں تو یقین نہیں تھا لیکن تقریر کے بعد انہیں یقین ہو گیا اور بہت سے طلباء نے اس کا اظہار کیا کہ انہیں خدا پر یقین ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے۔ آئندہ بھی ایسے کام کیا کرو۔ پہلے تو دنیا کو یہ بتاؤ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے۔ پھر دین کی طرف بلاؤ۔

❁......**اسی واقفِ نو نے دوسرا سوال کیا کہ:** یہاں انڈیا کی partition کے بارہ میں بات ہوتی ہے۔ اساتذہ یہ کہتے ہیں کہ انسانوں کے لئے یہ بہت نقصان دہ تھا اور اچھا نہیں رہا، کیونکہ 50 لاکھ انسانوں کو قتل کیا گیا تھا، تو اگر لوگ باتیں کریں تو ان کو کیا بتایا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ پہلے جب پارٹیشن نہیں تھی تو اس وقت بھی ہندو اور مسلمان کا فساد کھڑا ہو چکا تھا۔ Congress League تھی، ہندو بھی تھے، مسلمان بھی تھے، یہ اگر اکٹھے ہو کر رہتے تو ٹھیک تھا۔ لیکن اس وقت جو حالات پیدا ہو گئے تھے، ایسے تھے کہ ہر ایک کو نظر آ رہا تھا کہ اب یہ حالات مزید بگڑیں گے۔ مار دھاڑ، قتل و غارت اُس وقت بھی شروع ہو گئی تھی۔ دشمنیاں اندر اندر پنپ رہی تھیں۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب partition ہوئی تو دشمنی ایک دم نکل کر باہر آ گئی اور قتل و غارت اسی وجہ سے ہوئی اور جتنے مسلمان مارے گئے اس کے مقابلہ پر ہندو اور سکھ نہیں مارے گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو زیادہ مارا ہے۔ مسلمانوں نے بھی ظلم کئے ہیں لیکن ہندوؤں کے مقابلہ میں کم تھے۔ جو بھی مسلمان تھے وہ شروع میں یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس طرح partition ہو۔ پھر جب سارے حالات دیکھے تو آخر مجبور ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ ملک ہونا چاہئے۔ لیکن ساتھ یہ گارنٹی دی کہ جو مسلمانوں کا ملک پاکستان ہوگا، اس کی جو سیاسی بنیاد ہے وہ تو مذہب کے اوپر نہیں ہوگی۔ بلکہ ہر ایک شخص جو پاکستان کا شہری ہے، مسلمان مسلمان کہلائے گا اور ہندو ہندو کہلائے گا، عیسائی عیسائی کہلائے گا، ہر ایک آزاد طور پر ایک شہری کی حیثیت سے یہاں رہے گا اور مذہب کی آزادی استعمال کرے گا اور اُسے مکمل مذہبی آزادی ہوگی۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد یہاں مذہبی بنیاد پر ظلم شروع ہوئے۔ احمدیوں پر بھی ظلم ہو رہے ہیں اور باقی اقلیتوں پر بھی ظلم ہو رہے ہیں۔ یہ حالات جو اُس وقت تھے تو اس وقت کے مطابق یہ فیصلہ بالکل صحیح تھا۔ اور اُس وقت جو نتائج نکلے تھے ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ خطرناک نکلتے۔ یہ جو قتل و غارت ہوئی ہے، یہ دلوں کے اندر جو لاوا پک رہا تھا، وہ پھٹا ہے، تو قتل و غارت ہوئی ہے۔ اگر پارٹیشن نہ ہوتی تو قتل و غارت کسی اور رنگ میں ہو جانی تھی۔

❁......**ایک واقف نو نے عرض کیا کہ** میں بہت تبلیغ کرتا ہوں۔ جن کو تبلیغ کرتا ہوں، ان میں مسلمان بھی ہیں۔ وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ جو سچے نبی ہیں ان کے چہرہ پر تو نور ہوتا ہے۔ آپ کے جو نبی ہیں ان کے چہرہ پر نور ہوتا تو سب ایمان لے آتے۔

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے زیادہ نور تو کسی کے چہرہ پر نہیں تھا۔ وہ نور بلال کو تو نظر آ گیا، ابوبکر کو نظر آ گیا لیکن ابوجہل کو نظر نہیں آیا۔ حضرت عمرؓ کو بھی فوری طور پر نظر نہیں آیا، قرآنِ کریم کی تلاوت سنی، اِس کی تعلیم دیکھی تو اُس تعلیم نے جھنجھوڑا کہ نور تلاش کرو۔ تو اِس تعلیم میں نور نظر آیا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نور نظر آ گیا۔ اس لئے تم ان سے کہو کہ جب آپ دل صاف کر کے، پاک کر کے اللہ تعالیٰ سے 'اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ' کی دعا مانگیں اور حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو پڑھیں کہ وہ کہتے کیا ہیں۔ آپ علیہ السلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ جب اس پر غور کر کے آپ دیکھیں گے تو پھر آپ کو جب اس تعلیم میں نور نظر آئے گا تو اس تعلیم کو پیش کرنے والے شخص میں بھی نور نظر آ جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی آپ کے دشمن تھے تو اُس وقت وہ سارے کیوں نہیں اسلام لے آئے۔ چند غریب لوگ ہی تھے جو ایمان لائے۔

❁......**ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** میں ڈیڑھ سال قبل پاکستان سے جرمنی آیا ہوں۔ کافی احمدی لوگ یہ خیال رکھ کر آئے تھے کہ جلد کیس پاس ہو جائے گا اور سٹڈی وغیرہ جاری کر سکیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگر تو جرمن گورنمنٹ سے کوئی معاہدہ کر کے آئے تھے تو پھر تو امید ہونی چاہئے۔ اگر اسلئے آئے تھے کہ ہم وہاں مشکلات میں ہیں اور اِس سے آسانی اور چھٹکارا پانا ہے اور جا کر قسمت آزمائی کر لیتے ہیں اور پھر اس کے بعد دعا اور صدقات پر بھی زور دیا تو کام ہو جاتا ہے۔ بعض ایسے کیسز میں نے دیکھے ہیں جنہوں نے آتے ہی قرآنِ کریم پکڑا اور مصلّی پکڑا اور اُس وقت بیٹھ گئے اور دعائیں اور نفل اور صدقے کرتے رہے۔ ان کے 15 دن میں کیس پاس ہو گئے۔ جو بظاہر نیک لوگ تھے، دعائیں بھی کرتے تھے لیکن ان کے ابھی نہیں ہوئے۔ تو بعضوں سے اللہ تعالیٰ مزید امتحان بھی لیتا ہے۔ کچھ کے کیس لمبے ہو جاتے ہیں، کچھ کے جلدی ہو جاتے ہیں۔ دعاؤں کی طرف اگر توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔ آدمی کو مشکلات آتی ہیں تو ان مشکلات میں تو سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

❁......**ایک واقفِ نَو نوجوان نے عرض کیا کہ** اتنی دیر لگتی ہے کہ پہلے زبان سیکھیں اور پھر سٹڈی کریں۔ تو اس سے جماعت کو یہ تو نہیں ہوگا کہ ضرورت سے کافی زیادہ وقت ہماری تعلیم پر لگ رہا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: آپ فکر نہ کریں۔ آپ اب FSc کرنے کے بعد یہاں پر آئے ہیں۔ آپ کا کیس پاس ہو جاتا ہے تو اس کے

بعد دیکھیں اور explore کریں کہ مختلف options کیا ہیں؟ جو بھی options ہوں وہ پھر لکھ کر مجھے پوچھیں تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ ان options میں سے آپ کے لئے اور جماعت کے لئے کونسا بہتر ہے۔ تا کہ آپ کا وقت بھی ضائع نہ ہو اور نہ جماعت کا وقت ضائع ہو۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** جسمانی ورزش کس حد تک کرنی چاہئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جس حد تک آپ سمارٹ رہیں۔ اور آپ بڑے سمارٹ ہیں ماشاء اللہ۔ ورزش تو صحت قائم رکھنے کے لئے کرنی چاہئے۔ کسی کو مارنے کے لئے نہیں کرنی چاہئے۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** جمعہ کے دن جب امام خطبہ شروع کر دے تو سنتیں کب ادا کرنی چاہئیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جب بھی آپ جمعہ کے لئے مسجد میں آتے ہیں آپ کو سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ خطبہ اردو میں سُن لیتے ہیں اور جو مسنون خطبہ ہے، اس میں توجہ نہیں دیتے اور کھڑے ہو کر سنتیں پڑھتے ہیں، یہ غلط طریق ہے۔ آ کر پہلے سنتیں پڑھیں اور پھر خطبہ سنیں۔ درمیان میں جو وقفہ ہوتا ہے وہ اتنا تھوڑا ہوتا ہے کہ اس میں پھر ٹکریں ہی مارتے ہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ اگر تو کسی کو موقع ہے کہ وہ گھر سے سنتیں پڑھ کر آئے تو پڑھ کر آنی چاہئیں۔ مسجد میں آ کر پڑھنی ہیں تو وہاں آ کر پڑھ لیں۔ لیکن جب بھی آپ مسجد میں داخل ہوتے ہیں اُسی وقت پڑھیں۔ لیکن یہ جو روایت بن گئی ہے کہ عربی خطبہ شروع ہوا تو سنتیں پڑھنی شروع کر دیں، یہ غلط ہے۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** میں اکثر دیکھتا ہوں کہ جب میں نماز با جماعت پڑھ رہا ہوتا ہوں تو امام صاحب جب سلام پھیرتے ہیں تو سنتوں کی ادائیگی کے لئے مصلّی سے کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح لوگ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر آگے یا پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ ایک طرح کی سنت ہی ہے کہ اپنی جو نمازوں کی جگہ ہے، اسے بدل لو۔ اگر آپ کے پاس جگہ ہے تو اسے بدل کر دو قدم ادھر ہو جاؤ تا کہ مسجد کی ہر جگہ کا حصہ، اگر تو اس سے کوئی برکت وابستہ ہے، تو وہ آپ کو مل جائے۔ اور آپ اپنے گھر میں بھی مختلف حصوں میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اور نماز میں دعا کر رہے ہوتے ہیں، وہ بھی اس وجہ سے ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ کو نماز پڑھنے کی وجہ سے برکت مل جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ صفوں میں کوئی جگہ نہیں ہے تو دھکا مار کر کسی کو پیچھے ہٹا دیں اور خود آگے آجائیں کہ میں نے جگہ بدلنی ہے۔ اور جب کوئی پوچھے تو کہیں کہ سنت ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اس طرح جگہ بدل لو تو بہتر ہوتا ہے۔ تو آپ کہیں کہ بہتر ہوتا ہے تو مجھے حق مل گیا ہے کہ میں اُسے دھکا مار کر پیچھے کر دوں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ جگہ ہے تو بدل لو، ورنہ جہاں جگہ ملتی ہے، وہاں پڑھ لو۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** ہمیں کچھ ہفتوں میں چھٹیاں ہونے والی ہیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہمیں چھٹیوں میں کام کرنے کی اجازت ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگر تو آپ کو پیسوں کی ضرورت ہے تو کام کریں ورنہ پھر وقفِ عارضی کریں اور جماعت کے کام کریں۔ اور اگر اپنی فیلڈ میں کوئی ٹیکنیکل skill سیکھنے کے لئے کوئی کام کرنا ہے تو ٹھیک ہے، کر لیں کوئی حرج نہیں ہے۔ ماں باپ کا خرچہ کم کرنے کے لئے اور ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے اگر کوئی ہُنر سیکھنے کے لئے ضرورت ہے تو آپ تھوڑی دیر کے لئے کام کر لیں۔ لیکن چھٹیوں میں ہر وقفِ نو کو یہ کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ کم از کم دو ہفتوں کے لئے وقفِ عارضی کرے اور جو وقفِ عارضی کا نظام ہے ان کو کہیں کہ وہ آپ کو کسی جماعت میں بھیج دیں جہاں آپ نمازوں کی طرف توجہ دے کر، قرآنِ کریم پڑھنے کی طرف توجہ دے کر اپنا دینی علم بڑھانے کی طرف توجہ دے کر اپنی تربیت بھی کریں۔ اور جس جماعت میں جائیں تو وہاں کے بچوں کو بھی تعلیم دیں اور خدام کو بھی تعلیم دیں اور پڑھائیں۔ اس کے علاوہ آپ کو جو باقی وقت ملتا ہے اس میں اپنا کام کر لیں۔ ٹھیک ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: واقفینِ نو جو پندرہ سال سے اوپر ہیں اگر وہ اپنے سکولوں کی چھٹیوں میں وقفِ عارضی کریں تو آپ کے شعبہ وقفِ عارضی کے لئے ایک ہزار واقفینِ عارضی یہاں ہی سے پورے ہو جائیں گے جن کا وقفِ عارضی کا ٹارگٹ بھی پورا نہیں ہوتا۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** اگلے سال میں نے کالج میں جانا ہے اور اس کے لئے مجھے اچھے مارکس چاہئے ہیں۔ اس کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اس کے لئے دعا پہلے خود بھی کرنی چاہئے۔ پہلے خود پانچوں نمازوں کی پابندی کرو، خود اپنے لئے دعا کرو، پھر دوسرے کو دعا کے لئے کہو، تو پھر دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ خود آدمی نمازیں نہ پڑھ رہا ہو، نہ اپنے لئے دعائیں کر رہا ہو اور نہ محنت کر رہا ہو اور پھر دوسروں کو کہے کہ دعا کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ہمارے ایک صاحب ہوتے تھے۔ ایک بزرگ نے ان کی طرف سے الفضل میں اعلان شائع کروا دیا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے، انہوں نے میٹرک کا امتحان دیا ہوا ہے۔ تو بعد میں پتہ لگا کہ میٹرک کی اعلیٰ کامیابیاں کیا لینی ہیں، انہوں نے میٹرک کے تین پیپر ہی نہیں دیے تھے۔ تو اس طرح بزرگوں کو کہہ کر یہ ظاہر نہ کریں کہ لوگ سمجھیں کہ بزرگوں کی دعائیں، جماعت کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ پہلے خود کچھ ہمت کرو اور پڑھائی پوری کرو، خود دعا کرو، نمازوں کی طرف توجہ کرو تو اللہ تعالیٰ خود مدد کرتا ہے اور پھر دوسروں کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے عرض کیا** میں پاکستان سے آیا ہوں، ڈیڑھ مہینہ ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب نماز میں صفیں درست کرنے کا کہتے ہیں تو ایڑھیوں کو ملنا چاہئے یا کندھوں کو اور جب ایک رکعت گزرنے کے بعد صف خراب ہو جاتی ہے تو اس کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگر آپ کی ایڑھیاں ملی ہوں گی تو آپ کے کندھے خود بخود مل جائیں گے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ نماز پڑھتے ہوئے صف کیوں خراب ہوتی ہے۔ جب تک میں صفوں میں نمازیں پڑھتا رہا ہوں۔ مجھے تو نہیں یاد کہ میری ایڑھی کبھی ہلی ہو۔ اتفاق سے کبھی ایسا ہو بھی جاتا ہے۔ لیکن اگر ہل جائے تو ایڑھی کو سیدھا کر لیں۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ ایڑھی سیدھی کرنے کی وجہ سے کندھے تو مل جاتے ہیں۔ اور اگر آپ کی ایڑھیاں کچھ پیچھے چلی جاتی ہیں تو پیچھے صف میں نمازی جب سجدہ میں جائے گا تو آپ کو ٹکر مارے گا۔ آپ اس کو سجدہ نہیں کرنے دیں گے اور اگر وہ زیادہ conscious ہے تو وہ سکڑنے کی کوشش کرے گا۔ اسلئے اگر آپ ایڑھیوں کو سیدھا کر لیں تو کندھے بھی مل جاتے ہیں۔

حضور انور نے اس نوجوان کے ساتھ ایک دوسرے نوجوان کو کھڑا کیا اور ان دونوں کی ایڑھیاں ملوائیں اور فرمایا کہ دیکھو کندھے خود بخود مل گئے ہیں۔

❁...... **اسی واقفِ نو نے عرض کیا کہ** یہ میرا پہلا موقعہ ہے۔ میں ابھی ڈیڑھ مہینہ پہلے پاکستان سے آیا ہوں۔ اور میں آج اس طرح حضور کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور مجھے آج یہ محسوس ہو رہا ہے کہ پاکستانی کس نعمت سے محروم ہیں۔ پاکستان کو یہ نعمت کب نصیب ہوگی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: دعائیں کریں، دعائیں کریں، صدقہ کریں۔ اسی لئے میں کہتا رہتا ہوں اور عموماً توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ جو باہر آئے ہیں ان کو بھی کہتا رہتا ہوں کہ دعائیں کریں۔ جو پاکستانی ہیں ان کو بھی کہتا ہوں کہ دعائیں کریں، روزہ رکھیں، صدقات دیں۔ اللہ تعالیٰ یہ جو مشکل کے دن ہیں، ان کو آسان فرمائے۔ آمین۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ** میں نے اپنا ڈپلومہ کر لیا ہے اور اب میں میڈیکل ٹیکنیک میں جانا چاہتا ہوں۔ کیا مجھے اس کی اجازت ہے؟ میڈیکل فیلڈ میں جو مشینیں اور سسٹم ہوتے ہیں، انکا ٹیکنیشن بننا چاہتا ہوں، ان کو ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ان مشینوں کی جو ٹیکنیکل سائیڈ ہے۔ جو ٹیکنیکل سٹاف ہوتا ہے وہ کورس کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے کر لو۔

❁...... **اِسی واقفِ نو نے عرض کیا کہ میری امی بیمار ہیں، انکی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل کرے۔

ایک واقفِ نو نے عرض کیا کہ: میرے بھائی جن کو گولیاں لگی تھیں، وہ اب ٹھیک ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: انکا کیا حال ہے؟ اب ٹھیک ہیں؟

❁...... **واقفِ نو نے عرض کیا:** جی حضور، اللہ کا شکر ہے کہ اب کافی بہتر ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ حضور کو اطلاع دے دینا کہ میں کافی اچھا ہوں۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** حضور ایک سال قبل مختلف ممالک کے سربراہان کو امن کے خطوط لکھے تھے۔ ان میں سے کتنے ممالک کے سربراہان کا جواب آیا تھا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: کینیڈا کے وزیرِ اعظم کی طرف سے جواب آیا تھا۔ اسی طرح UK کے وزیرِ اعظم سے بھی جواب آیا تھا۔ پہلے تو ایسا جواب تھا جو ہلکا پھلکا سا تھا لیکن بعد میں اس نے کہا تھا کہ ہم امن کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ امریکہ والوں نے جواب نہیں دیا۔ اتفاق سے ان کا ایک سٹاف ممبر مجھے ایک میٹنگ میں ملا۔ تو میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ اگر Obama صاحب جواب نہیں دے سکتے تو نہ بھیجیں۔ کیونکہ یہ مجھے پتہ چلا تھا کہ Obama صاحب بہت مشکل میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ جواب کس طرح دیں۔ لیکن اس نمائندہ نے مجھے کہا کہ میں جواب دلواؤں گا۔ پھر جب ہمارے کسی آدمی نے رابطہ کیا تو اس نے کہا کہ ہمیں کہا گیا تھا کہ جواب نہ دو۔ لیکن ان میں توجہ پیدا ہوئی ہے۔ ورنہ تو اس وقت تک نیت تھی اسرائیل کی اور حالات بھی کشیدہ تھے اور جنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اسکی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ شام کی جنگ میں کچھ Russia کا پریشر ہے، جس کی وجہ سے وہ رُکے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان خطوط کا اثر ہوا ہے اور انہیں خود بھی خیال آیا ہے کہ جنگوں کی طرف نہ جائیں تو بہتر ہے۔

❁...... **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ** حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے جو کپڑے ہیں، تبرک ہیں، وہ یورپ میں، امریکہ میں کسی محفوظ جگہ پہنچا دیے جائیں گے۔ وہاں پر وہ زیادہ دیر تک، آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اور بادشاہوں کے لئے تبرک کا باعث بنیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: تبرک تو اتنے زیادہ لوگوں کے پاس ہیں۔ انہوں نے ان کپڑوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اور دھاگے دھاگے کر کے خاندانوں میں بانٹ لئے ہیں۔ اب محفوظ کس طرح کرنا ہے۔ ہاں بعض تبرکات ہیں، جیسے کوٹ ہے جو میں عالمی بیعت میں پہنتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری پھوپھی ہیں، ان کے پاس حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کوٹ تھا، وہ بھی انہوں نے مجھے بھیج دیا ہے۔ وہ بھی اب میرے پاس ہے۔ میرے پاس اب دو کوٹ ہو گئے ہیں۔ دو تبرکات ہو گئے ہیں۔ باقی جو پرائیویٹ لوگوں کے پاس ہیں، وہ انہوں نے بانٹ دیے ہیں۔ باقی تبرک یہی ہے کہ آپ کی جو تعلیم ہے اسے پھیلاؤ۔

واقفین نو بچوں کی یہ کلاس ایک بج کر 45 منٹ پر ختم ہوئی۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین منعقد ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 25 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں نے اس تقریب میں شمولیت کی سعادت پائی۔

عزیزم میر خاقان محمود طاہر، عزیزم مقرب احمد، محمد حاشر احمد، محبّ احمد رانا، مامون احمد، سدید احمد، عدنان احمد، طیب ندیم، اسد اللہ خان، اوصاف احمد، چوہدری لبید احمد، مسرور احمد ملک، تنزیل بھٹی، عزیزہ سمرہ ریاض، عزیزہ افشاں طارق، فضا انیس، بوبی سردار کاہلوں، فوزیہ احمد، مناہل رفیق ڈوگر، دیا احمد، سارہ اقبال، دانیہ داؤد، ارمین محمود، عزیزہ لزّا دنیا، عزیزہ ماریہ خالد۔

آمین کی تقریب میں حصّہ لینے والے یہ بچے اور بچیاں جرمنی کی جماعتوں:

Bornheim,Montabauer,Heidelberg, Datteln, Usingen, Hanau, Dietzenbach, Goddelau Süd, Klein Gerau, Renningen, Mainz, Nauheim, Griesheim, Nord, Neuhof, Nied, Stockstadt, Rosen Höhe, Aachen, Karben, Wiesbaden, Frankfurt, Maintal

سے آئے تھے۔ آمین کی اس تقریب کے بعد دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز وانفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

یورپین ممبر پارلیمنٹ کی حضور انور سے ملاقات

ایک یورپین ممبر پارلیمنٹ Hon. Michael Gahler حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔موصوف خارجہ کمیٹی کے بھی ممبر ہیں اور پاکستان کے حالیہ انتخابات میں یورپی یونین کے مبصرینکے وفد کے صدر تھے۔موصوف کا تعلق CDU پارٹی سے ہے۔دو سال قبل جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئے تھے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مل چکے تھے۔

آٹھ بج کر دس منٹ پر موصوف ممبر پارلیمنٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے گزشتہ ملاقات کا ذکر فرمایا جو دو سال قبل جلسہ کے موقع پر ہوئی تھی۔

موصوف نے بتایا کہ انہوں نے چیف آبزرور (Observer) کی حیثیت سے پاکستان کا الیکشن دیکھا ہے۔اب وہ اپنی (Observation) کی رپورٹ اپنی تجاویز کے ساتھ وزیر اعظم پاکستان کو بھجوا رہے ہیں۔موصوف نے بتایا اس دفعہ گزشتہ الیکشن کی نسبت ٹرن آؤٹ بہتر تھا۔ بلوچستان اور فاٹا کے علاوہ دیگر مختلف علاقوں میں ہماری ٹیم کے ممبران پھیلے ہوئے تھے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ بعض پولنگ سٹیشنز پر کراچی میں ہمارے ریکارڈ میں Rigging ہوئی ہے اور اس کے ثبوت بھی موجود ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ انہی چیزوں کا نتیجہ ہے کہ الیکشن کے بعد ابھی نئی حکومت بنی ہی ہے کہ دو ممبران پارلیمنٹ قتل بھی ہو گئے ہیں۔

موصوف نے بتایا کہ مجھے علم ہے کہ احمدیوں کو باوجود ملک کے شہری ہونے کے ووٹ کے حق سے محروم رکھا گیا ہے۔گزشتہ انتخاب میں بھی ہم نے عمومی طور پر اختصار کے ساتھ یہ معاملہ اٹھایا تھا۔لیکن اب جو انتخاب ہوا ہے اور اس کی جو آبزرویشن اور اپنی تجاویز بھجوا رہے ہیں اس میں یہ شامل کر رہے ہیں کہ احمدی ووٹ کے حقدار ہیں جبکہ ان کو محروم رکھا جا رہا ہے۔ پاکستان نے اس بارہ میں بین الاقوامی انٹرنیشنل قانون کو مانا ہوا ہے جس کے مطابق وہ پابند ہے کہ ملک کے ہر شہری کو ووٹ کا حق دے اور کسی جماعت کی بھی حق تلفی نہ ہو۔ اب اس Discrimination کو ختم کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ملک کا کانسٹی ٹیوشن یہ کہتا ہے کہ ہر شہری کا ووٹ کا برابر کا حق ہے۔ ہم ملک کے شہری ہونے کے ناطے، بغیر کسی تعریف کے ووٹ کے حقدار ہیں۔

موصوف ممبر پارلیمنٹ کی یہ ملاقات آٹھ بج کر پچیس منٹ پر ختم ہوئی۔آخر پر موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا پروگرام جاری رہا۔آج شام کے اس سیشن میں مجموعی طور پر 38 فیملیز کے 131 افراد اور چالیس سنگل افراد نے یعنی مجموعی طور پر 171 افراد نے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز درج ذیل جماعتوں سے آئی تھی۔بعض فیملیز بڑے لمبے سفر طے کر کے پہنچیں تھیں۔

Friedberg, Köln, Düsseldorf, Rüsselsheim, Nürnberg, Wiesbaden, Ellwangen, Dietzenback, Bonn, Gießen, Düren, Babenhausen, Erfelden, Calw, München, Datteln, Bensheim, Heidelberg, Dreieich.

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 9 بج کر تیس منٹ پر ختم ہوا۔

تقریب آمین

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل انیس بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں نے اس تقریب میں شمولیت کی سعادت پائی۔

عزیزم جاذب رحمٰن کھوکھر، ماہد احمد، اویس احمد طاہر، بلال احمد، عمر زوہیب، عدنان ملک، روحان حمید، صباح الدین، آلیش، ثمینہ تارڑ، علیشاہ طیّب، ماہ لقا بابر، اصفی نور احمد، لبنیٰ ناصر، شائلہ احمد، رمشہ خلعت، مناہل مبارک، سبین احمد اور عزیزہ نیہا جاذبہ۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

☆☆☆

بقیہ: الفضل کی تاریخ۔۔۔از صفحہ 8

ذمہ داری حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کے کندھوں پر ڈالی گئی۔جو 4 جولائی 1916ء تک ادارت سے وابستہ رہے۔ اس کے بعد خواجہ غلام نبی صاحب کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔انہوں نے 1946ء تک تیس برس تک یہ کام سرانجام دیا۔مکرم خواجہ غلام نبی صاحب کے سبکدوش ہونے کے بعد مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر الفضل کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

1947ء میں قیام پاکستان کے بعد ہجرت کے نتیجے میں الفضل قادیان سے لاہور منتقل ہوگیا۔تقریباً سات برس تک الفضل لاہور سے شائع ہوتا رہا۔**مرکز احمدیت ربوہ کے قیام کے بعد الفضل 31 دسمبر 1954ء کو ربوہ سے شائع ہونے لگا۔**اس موقع پر حضرت مصلح موعود اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے جماعت احمدیہ کے نام خصوصی پیغامات بھی شائع ہوئے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے پیغام میں فرمایا:

”آج ربوہ سے اخبار شائع ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کا ربوہ سے نکلنا مبارک کرے۔اس کو اپنے صحیح فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔“

(الفضل 31 دسمبر 1954ء)

مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر خلافت ثالثہ کے عہد تک الفضل کے ایڈیٹر رہے۔ان کے بعد مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی کے سپرد الفضل کی ادارت ہوئی۔ خلافت رابعہ کے دور میں مولانا نسیم سیفی صاحب کو الفضل کی ادارت پر مامور کیا گیا۔وہ 10 مارچ 1998ء تک یہ ذمہ داری ادا کرتے رہے۔اس دوران انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ان کے بعد عبدالسمیع خاں صاحب کو الفضل کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔وہ تا دمِ تحریر نہایت خوش اسلوبی سے یہ ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

”الفضل“ نے ایک ہفت روزہ اخبار کے طور پر اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔جنوری 1916ء سے جون 1924ء تک یہ ہفتہ میں 2 یا 3 بار شائع ہوتا رہا۔31 جولائی 1924ء سے ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔جو 8 دسمبر 1925ء تک جاری رہا۔11 دسمبر 1925ء سے اسے دوبارہ ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا۔15/اپریل 1930ء کو ہفتہ میں چار بار شائع ہونے لگا۔

5 فروری 1935ء کو الفضل کے روزانہ کرنے کا اعلان ہوا۔لیکن حکومت کے تاخیری حربوں کی وجہ سے **8 مارچ 1935ء کو روزنامہ الفضل کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔**چنانچہ تب سے آج تک یہ ایک روزنامہ کے طور پر شائع ہو رہا ہے۔

7 جنوری 1994ء کو الفضل کا ہفتہ وار ایڈیشن لندن سے شائع ہونا شروع ہوا۔اس کے پہلے ایڈیٹر چوہدری رشید احمد صاحب تھے۔ان کے بعد نصیر احمد قمر صاحب اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے جو تا حال بڑی تندہی سے یہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

”الفضل“ نے اپنی سو سالہ زندگی میں بے شمار نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ اہل صحافت یہ بات جانتے ہیں کہ کسی اخبار کا آغاز کرنا آسان ہوتا ہے لیکن ایک تسلسل اور مستقل مزاجی کے ساتھ اسے جاری رکھنا مشکل ہوتا ہے۔**یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کا احسان ہے اور خلفائے احمدیت کی دعائیں ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ آغاز کیا ہوا یہ اخبار آج بھی بھرپور توانائی کے ساتھ زندہ ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔**بیسویں صدی کے پہلے اور دوسرے دہے میں ”الفضل“ کے ہم عمر کئی اخبار جاری ہوئے اور آغازِ سفر ہی میں ساتھ چھوڑ گئے۔لیکن ”الفضل“ کے دامن میں خلفائے احمدیت کی دعاؤں کا جو خزانہ تھا اس میں برابر اضافہ ہوتا گیا اور یہ خلافت احمدیہ کی پُرشوکت آواز بن کر دلوں پر دستک دیتا رہا اور تشنہ روحوں کی سیرابی کا سامان فراہم کرتا رہا۔

”الفضل“ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اسے خلافت احمدیہ کی پوری تاریخ کو اپنے صفحات میں محفوظ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغامات اور ہدایات کو افراد جماعت تک پہنچانے، خطبات جمعہ اور تقاریر کو لفظ بہ لفظ قلم بند کر کے شائع کرنے اور انہیں محبانِ احمدیت تک پہنچانے، خلفاء وقت کی مصروفیات اور مجالس عرفان کی تفاصیل رپورٹ کرنے جیسے اَنتھک کام ”الفضل“ ہی نے سرانجام دیئے۔حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں اور ملفوظات کو موضوعی انتخاب کے ساتھ احباب جماعت تک پہنچانے کا کام بھی ایک تسلسل کے ساتھ الفضل نے گزشتہ سو سال کے دوران میں انتہائی محنت سے سرانجام دیا۔اور جماعت کی تاریخ میں الحکم اور بدر کے بعد سب سے اہم اور مستند حوالہ ”الفضل“ ہی کا قرار پایا۔ جماعتی لٹریچر لکھنے اور تحقیقی امور سرانجام دینے میں ”الفضل“ بہت بنیادی ماخذ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کی صداقت کو ہر اہل علم شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔آپ نے فرمایا:

”آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہو گی لیکن کوتہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔“

(الفضل 28 مارچ 1946ء)

یہ ”الفضل“ کا اعجاز ہے کہ وہ ہماری زندگیوں میں اس حد تک دخیل ہو گیا ہے کہ تعطیل کے روز اس کی غیر حاضری کھٹکتی اور کسی کمی کا احساس دلاتی ہے۔اس کے علمی، ادبی، روحانی اور تربیتی مضامین دامنِ دل کھینچتے اور ذہن و دماغ کے دریچے کھولتے ہیں۔اس میں شائع ہونے والی منظومات کیفیت و احساس میں لرزش پیدا کرتیں اور جذبوں کو مہمیز کر دیتی ہیں اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ **”الفضل“ خلیفہ وقت اور افراد جماعت کے باہمی تعلق محبت کو مضبوط اور مستحکم کرنے کا باعث ہے۔**جماعت کے بزرگوں اور اہل علم سے ملاقات کا موقع بھی ”الفضل“ کے صفحات فراہم کرتے ہیں۔”غرض الفضل“ کی کن کن خوبیوں اور صفحات کا ذکر کیا جائے۔

یہ بجائے خود وہ آئینہ ہے جس میں خلافت کا حسین چہرہ منعکس ہوتا اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خلافت کے زیر سایہ یہ صحیفۂ نوبہار سدا حرف و معنی کے پھول بکھیرتا رہے۔یہ محفل دل افروز سدا سجی رہے اور اس کے بنانے اور سنوارنے والے ہم سب کی دعاؤں اور شکریہ کے مورد بنتے رہیں۔آمین

☆☆☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت طلحہ بن براء انصاریؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15؍اپریل 2010ء میں حضرت طلحہ بن براء انصاریؓ کی سیرۃ و سوانح پر ایک مختصر مضمون مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت طلحہؓ بن براء انصاری بنی عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو یہ نوعمر لڑکے تھے، آنحضورؐ کو پہلی مرتبہ دیکھتے اور ملتے ہی آپؐ کی گہری محبت ان کے دل میں گھر کرگئی جس کے نتیجہ میں وہ دیوانہ وار آپؐ کے قریب ہوکر چمٹ جاتے اور آپؐ کی قدم بوسی کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان لڑکے میں اچانک یہ تبدیلی پاکر حیران ہوئے اور مسکرائے بھی۔ اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں میں کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر عرض کیا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیں اور میری بیعت قبول کریں۔ آپؐ نے ازراہ امتحان فرمایا کہ ’’خواہ میں والدین سے قطع تعلق کا حکم دوں تو بھی مانو گے‘‘۔ یہ سوچ میں پڑ گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ اپنی والدہ سے بہت محبت اور احسان کا سلوک کرنے والے تھے۔ دوسری بار پھر بیعت کے لئے عرض کیا تو یہی جواب ملا۔ تیسری مرتبہ عرض کیا تو آپؐ نے پوچھا پھر کس چیز کی بیعت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا دین اسلام قبول کرنے اور آپؐ کی اطاعت کرنے کی بیعت! آپؐ نے فرمایا: ’’اچھا جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کرکے آؤ‘‘ اب طلحہ اٹھے اور تعمیل ارشاد کے لئے چل پڑے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس بلوایا اور فرمایا ’’مجھے قطع رحمی کرنے اور رشتوں کے کاٹنے کیلئے نہیں بھیجا گیا۔ میں نے چاہا تھا کہ تمہاری آزمائش کروں کہ بیعت میں شک وشبہ کی کوئی کسر تو باقی نہیں‘‘۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے اس اطاعت شعار صحابی سے ایک عجیب محبت و الفت ہوگئی۔

کچھ عرصہ بعد جب طلحہؓ بیمار ہوگئے تو سخت سردی کے ایام اور بارش کا موسم تھا۔ نبی کریمؐ اس کے باوجود طلحہؓ کے گھر ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے۔ آپؐ نے انہیں مدہوشی کی حالت میں پایا اور فرمایا ’’جب انہیں ہوش آجائے تو مجھے بلوا لینا‘‘۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ’’مجھے لگتا ہے کہ طلحہ موت کے اس حملہ سے جانبر نہ ہوسکیں گے اگر وفات ہوجائے تو مجھے اطلاع کردینا اور جلدی دفن کرنا کیونکہ مسلمان کی میت کو گھر میں روک رکھنا اچھا نہیں‘‘۔

حضرت طلحہؓ آدھی رات کے قریب ہوش میں آئے تو اپنے آقا کا خیال آیا اور پوچھا کیا رسول اللہ میری عیادت کیلئے تشریف لائے تھے۔ اہل خانہ نے آنحضرتؐ کی آمد کا ذکر کیا اور ہوش میں آنے پر انہیں بلوا لینے کی بات بتائی۔ وہ کہنے لگے اب آدھی رات کے وقت آنحضرتؐ کو نہ بلاؤ۔ مجھے رات کے وقت بلوانے میں آپ کے بارہ میں ایک تو یہود کی طرف سے بھی خطرہ ہے دوسرے یہ خدشہ ہے کہ کوئی سانپ بچھو اندھیری رات میں نقصان نہ پہنچائے۔

پھر کہا: ’’اگر آج رات میری موت واقع ہو جائے تو رسول اللہ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے کی درخواست کردینا۔‘‘ ادھر رسول کریمؐ کو بھی اپنے اس غلام صادق کی فکر تھی۔ فجر کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے طلحہؓ کا حال پوچھا تو پتہ چلا کہ وفات پاگئے ہیں۔ آپ نے فوراً دعا کی: اَللّٰھُمَّ اَلْقِہُ یَضْحَکُ اِلَیْکَ وَ اَنْتَ تَضْحَکُ اِلَیْہِ کہ اے اللہ اس سے اس حال میں ملاقات کرنا کہ تو اس سے خوش ہو اور وہ تجھ سے خوش ہو۔

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کی موت کی اطلاع کرنا تاکہ میں خود جنازہ میں شامل ہوں اور تدفین جلدی کرنا۔ رات جلد تدفین کے باعث آنحضرتؐ کو اطلاع نہ ہوسکی اور نبی کریمؐ بنی سالم بن عوف نہ پہنچ سکے۔ خود حضرت طلحہؓ کی بھی یہی وصیت تھی کہ مجھے جلد دفن کردینا اور میرے ربّ کے پاس مجھے پہنچا دینا۔ پھر صبح کے بعد نبی کریمؐ حضرت طلحہؓ کی قبر پر تشریف لے گئے۔ صحابہ نے صف بنائی۔ آپؐ نے طلحہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی خواہش کے مطابق دعائے مغفرت کی۔ بلاشبہ آنحضرتؐ کی طلحہؓ کے حق میں یہ دعا کہ اے اللہ تو انہیں خوش کر اور راضی ہو اس مناسبت سے تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان سے راضی تھے۔

محترمہ نواب بیگم صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9؍اپریل 2010ء میں مکرم پروفیسر مرزا مبشر احمد صاحب نے اپنی نانی محترمہ نواب بیگم صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ نواب بیگم صاحبہ کا تعلق کالرہ کلاں ضلع گجرات سے تھا۔ آپ بڑی خداترس، ملنسار، متوکل، مہمان نواز، مجسم شفقت، تہجد گزار، دعا گو اور سلسلہ سے گہری وابستگی رکھنے والی تھیں۔ قادیان کے قیام کے دوران 1942ء تا تقسیم ہند محلّہ دارالرحمت قادیان کی صدر لجنہ کے طور پر فرائض ادا کرنے کی توفیق ملی۔

محترمہ نواب بیگم صاحبہ کے خاوند مکرم ڈاکٹر میر محمد علی خان صاحب نے پہلی جنگ عظیم میں مشرقی افریقہ کے محاذ پر خدمات انجام دینے کے بعد وہیں بطور سول سرجن ڈاکٹر ملازمت اختیار کرلی تھی۔ زیادہ عرصہ نیروبی و ممباسہ میں قیام رہا۔ 1930ء کے قریب حضرت مصلح موعود سے شرف ملاقات حاصل کرنے اور اپنے والد حضرت میر میراں بخش صاحبؓ کے پاس کچھ وقت گزارنے کے لئے پنجاب تشریف لائے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد گجرات میں ہی وفات ہوگئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

اس وقت محترمہ نواب بیگم صاحبہ کے ساتھ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا جبکہ دو بڑے بیٹے افریقہ میں چھوڑ آئے تھے۔ اس غمناک موقع پر آپ کے سسر کی خواہش تھی کہ آپ گجرات میں ہی رہائش رکھیں۔ مگر آپ نے قادیان میں رہائش کو ترجیح دی۔ جہاں ہمیشہ حضور کی بے پایاں شفقت میسر رہی اور زندگی کے جملہ مسائل حضورؓ کی دعاؤں اور مشوروں کے طفیل حل ہوئے۔ آپ حد درجہ سخی تھیں۔ آپ کا نام تحریک جدید کے پانچ ہزار مجاہدین میں بھی شامل ہے۔ معمولی سی پنشن کے باوجود گداگر خالی نہ جاتا تھا۔ جب بھی آٹا گوندھنے بیٹھتیں تو ایک مٹھی آٹا ٹین کے گول ڈبے میں ڈال دیتیں۔ جمعرات کو ایک فقیر آتا تو اسے یہ سارا آٹا دے دیتیں۔ بچوں کو دینے کے لئے اپنے پاس مختلف کھانے پینے کی چیزیں بھی رکھا کرتیں۔ آپ نے بہت سے بچوں کو قرآن پڑھایا حتیٰ کہ گھر کے ملازموں کو بھی اس سے محروم نہ رکھا۔ جس بیٹی کے ہاں قیام ہوتا اس کے ملازم بچے یا بچی کو بھی قرآن پڑھا دیتیں۔

قادیان میں محلّہ دارالرحمت میں گھر کے پاس ایک دکان سے آپ ادھار سودا سلف لیا کرتی تھیں اور پنشن آنے پر ادھار اتار دیتیں۔ جب ہجرت کرکے لاہور پہنچیں تو وہاں جونہی پنشن کی رقم ملی تو آپ نے اس دکان کے مالک کو تلاش کرکے رقم ادا کردی۔ انہوں نے کہا کہ خالہ جان وہاں تو سب کچھ لٹ گیا وہاں کا حساب وہاں رہ گیا مگر آپ نے فرمایا کہ حساب تو حساب ہے۔ اسی طرح قادیان میں جب آپ اپنے گھروں سے نکل کر قادیان کے کیمپ میں پناہ گزیں تھیں تو ایک خاتون نے اپنا زیور آپ کے حوالے کرکے کہا کہ خالہ جان یہ زیور پاکستان پہنچ گیا تو مجھے دے دینا۔ اگرچہ کوئی اَور سامان ساتھ نہ آسکا لیکن وہ زیور آپ پاکستان لے آئیں اور یہاں اُس خاتون کی تلاش شروع کردی۔ آخر ایک جلسہ کے موقع پر وہ مل گئیں تو ان کا زیور ان کے حوالے کیا۔

دوسری والدہ سے آپ کے تین بھائی اور بہنیں تھیں لیکن آپ نے اپنے بچوں کو کبھی سوتیلے پن کا احساس نہ ہونے دیا اور بہت ہی پیارا سلوک رہا۔ سوتیلے بھائی بہن بھی آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔

تاریخ لجنہ جلد چہارم صفحہ 231 پر آپ کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے: ’’نواب بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر میر محمد علی خانصاحب مرحوم افریقوی نے 23 مئی 1973ء کو لاہور میں وفات پائی۔ مرحومہ نے اپنے شوہر کی بیعت کے کچھ عرصہ بعد ہی بیعت کرلی تھی اور تمام زندگی خدمت دین کے جذبہ سے سرشار رہیں۔ آپ کا تعلق گجرات کے گاؤں کالرہ دیوان سنگھ سے تھا۔ شادی کے بعد لمبا عرصہ نیروبی میں گزارا۔ شوہر کی وفات کے بعد قادیان رہائش اختیار کرلی۔ ایک عرصہ تک محلّہ دارالرحمت کی صدر بھی رہیں۔ اجلاس بھی آپ کے گھر ہوتے تھے۔ جماعت کے نئے مرکز ربوہ کے قیام سے پہلے انہیں نئے مرکز کے بارے میں خواب آئی۔ چنانچہ جب جماعت کو نیا مرکز مل گیا تو جلسہ سالانہ کے موقع پر آئیں اور اپنے خاندان کی دیگر خواتین کے ساتھ جن میں آمنہ بیگم اہلیہ میر نصراللہ صاحب صدر لجنہ شیخ پور ضلع گجرات بھی شامل تھیں ان پہاڑیوں وغیرہ پر جاکر پہچان لیا۔ یہی منظر خواب میں دکھایا گیا تھا۔ قریباً پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔‘‘

1973ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد مبارک میں پڑھایا۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

کرین (Crane) کی ایجاد

ماہنامہ ’’تشحیذالاذہان‘‘ ربوہ جنوری 2010ء میں کرین کی ایجاد کے حوالہ سے مکرم احمد سعود ناز صاحب کا ایک مختصر مضمون شائع ہوا ہے۔

عظیم سائنسدان ارشمیدس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اگر اُسے زمین سے باہر کھڑے ہونے کے لئے کوئی جگہ دے دی جائے تو وہ لیور کی مدد سے پوری دنیا کو اوپر اٹھا سکتا ہے۔ ارشمیدس نے وزن اٹھانے کے جو اصول بیان کئے آج کرینوں کی تیاری اُنہی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ ارشمیدس 287 قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ اُس نے جو مشینیں وزن اٹھانے کے لئے ایجاد کیں اُن کی مدد سے ایک آدمی کئی من پتھر کو باآسانی اوپر اٹھا لیتا تھا۔ ارشمیدس نے اپنے وطن کی بہت خدمت کی۔ لیور کے اصول پر ہی اُس نے ایسی مشینیں بھی بنائیں جن کی مدد سے سسلی والوں نے روم کے بڑے بڑے جنگی جہازوں کو تباہ کردیا۔ اُس نے ایک مشین تیار کی جس سے دریا اور کنوؤں کا پانی دُور کے کھیتوں تک باآسانی پہنچایا جاسکتا تھا۔ اس سے مصر کے کسانوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔

ارشمیدس کی موت ایک رومی سپاہی کے ہاتھوں ہوئی۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کے ملک سسلی کے عوام نے اُس کی نعش کو بڑے احترام کے ساتھ دفن کیا اور اُس کی قبر پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کیا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12؍اپریل 2010ء میں شامل اشاعت مکرم ناصر احمد سید صاحب کے کلام بعنوان ’’راحتِ جاں‘‘ سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بخت والے جہاں پہ رہتے ہیں
آؤ یارو وہیں پہ چلتے ہیں
مرمریں ، مطمئن ، حسیں چہرہ
پھول ہی پھول جس پہ کھلتے ہیں
راحت جان وہ ہمارا ہے
ہم اسی مہرباں پہ مرتے ہیں
ربط روح و بدن سے آگے کا
اس سے گہرے ہمارے رشتے ہیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13؍اپریل 2010ء میں مکرم محمود الحسن صاحب کی ایک نعت شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

ان کے ہونے سے ہی پُرنُور سویرا ہو گا
وہ نہ ہوں گے تو اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا
باغِ جنت جسے کہتے ہیں وہاں کیا ہو گا
جا بجا جلوہ فگن وُہ رُخِ زیبا ہو گا
محفلِ زیست سجائیں گے تری یادوں سے
تُو نہ ہو گا تو ترے حُسن کا چرچا ہو گا
کوئی تو ہے کہ جو نزدِ رگِ جاں بولتا ہے
میں تو سمجھا تھا مرا دل ہی دھڑکتا ہو گا
جس نے تخلیقِ دو عالَم کا سبب ہونا تھا
کیا خبر تھی کہ وہی تو مرا آقاؐ ہو گا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 26, 2013 – August 1, 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 26, 2013

00:00 World News
00:25 Seerat-un-Nabi: A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
01:00 Darsul Quran: Recorded on January 23, 1997.
02:55 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
03:45 Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
04:50 Dars-e-Hadith
05:05 Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about Islam's lunar calendar.
05:30 Seerat-un-Nabi
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:10 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:30 Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
09:00 Indonesian Service
10:00 Darsul Quran: Recorded on January 25, 1997.
11:40 Dars-e-Malfoozat
12:00 Live Friday Sermon
13:20 Noor-e-Mustafwi: A series of programmes about the various aspects of the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
13:40 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
14:05 Yassarnal Quran
14:30 Live Shotter Shondhane: A live interactive discussion programme in Bengali.
16:35 Friday Sermon [R]
17:40 Yassarnal Quran
18:05 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
19:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:10 Deeni-o-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:05 Darsul Quran [R]
23:45 Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Saturday July 27, 2013

00:35 World News
01:05 Darsul Quran: Recorded on January 25, 1997.
02:55 Friday Sermon: Recorded on June 26, 2013
04:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
04:55 Real Talk
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15 Al-Tarteel: A programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:00 Ramadhan Question And Answer: A special question and answer session with based on Ramadhan.
09:55 Indonesian Service
11:00 Darsul Quran: Recorded on January 26, 1997.
12:35 Shan-e-Muhammad: An Urdu discussion replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
13:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
13:30 Al-Tarteel
14:00 Live Shotter Shondhane: A live interactive discussion programme in Bengali.
16:15 Live Rah-e-Huda: An interactive talk show discussing and answering questions in relation to the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
17:45 Al-Tarteel
18:15 World News
18:30 Shan-e-Muhammad
19:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:30 International Jama'at News
21:00 Darsul Quran [R]
22:35 Friday Sermon: Recorded on July 26, 2013.
23:45 Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Sunday July 28, 2013

00:35 World News
01:05 Darsul Quran: Recorded on January 26, 1997.
02:55 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
03:55 Shotter Shondhane: Repeat of a live interactive discussion programme in Bengali.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:35 Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:35 Real Talk
09:45 Indonesian Service
11:00 Darsul Quran: Recorded on January 27, 1997.
12:40 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
12:55 Friday Sermon: Recorded on July 26, 2013
14:00 Live Shotter Shondhane
16:10 Seerat-un-Nabi: An Urdu speech about the sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:10 Aao Kahani Sunain: A childrens programme featuring stories in Urdu.
17:40 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
19:30 Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam, the beacon of truth.
20:40 Discover Alaska: Part 4 of a documentary which takes us on a journey to Alaska, the largest American state.
21:10 Darsul Quran [R]
22:45 Friday Sermon [R]
23:45 Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Monday July 29, 2013

00:55 World News
01:15 Darsul Quran: Recorded on January 27, 1997
02:55 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
03:55 Shotter Shondhane: Repeat of a live interactive discussion programme in Bengali.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15 Al-Tarteel: A programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Maood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
09:05 Dars-e-Hadith
09:45 Friday Sermon: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on May 10, 2013.
11:00 Darsul Quran: Recorded on January 28, 1997.
12:40 As-Sayyam: An Urdu discussion programme where the scholars of the Jama'at answer questions related to the holy month of Ramadhan.
13:10 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
13:25 Al-Tarteel
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Seerat-un-Nabi: Part 3 in a series of programmes in response to the film Innocence of Muslims.
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Seerat Hazrat Masih-e-Maood
18:55 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:00 Friday Sermon: Recorded on October 5, 2007
21:00 Darsul Quran [R]
23:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Tuesday July 30, 2013

00:15 World News
00:35 Dars-e-Hadith
01:05 Darsul Quran: Recorded on January 28, 1997.
03:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
03:50 Friday Sermon: Recorded on October 5, 2007
04:55 Seerat-un-Nabi
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:30 Yassarnal Quran: A children's programme presented by Qari Muhammad Aashiq teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
08:00 Ramadhan-ul-Mubarak: A discussion programme about issues related to Islamic jurisprudence on the topic of fasting.
08:35 Insight
09:10 Prophecies In The Bible: A discussion about prophecies regarding the Holy Prophet Muhammad (saw) as found in the Bible.
09:50 Indonesian Service
11:00 Darsul Quran: Recorded on January 29, 1997.
12:50 Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30 Yassarnal Quran
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Noor-e-Mustafwi: A discussion about different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
15:30 Spanish Service
15:55 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
16:55 Ilmul Abdaan: A series of medical programmes in Urdu explaining various issues related to health.
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Prophecies In The Bible
19:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:00 Insight
20:25 Ramadhan-ul-Mubarak
21:00 Darsul Quran [R]
22:35 Ilmul Abdaan [R]
23:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Wednesday July 31, 2013

00:05 World News
00:25 Noor-e-Mustafwi
00:45 Prophecies In The Bible
01:15 Darsul Quran: Recorded on January 29, 1997.
03:00 Tilawat: Recitation the Holy Quran
04:00 Real Talk
05:00 Friday Sermon: Arabic translation of the Friday sermon delivered on July 26, 2013.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:10 Al-Tarteel
07:40 Life Of The Promised Messiah
08:15 Real Talk
09:15 Seerat-un-Nabi
10:00 Indonesian Service
11:00 Darsul Quran: Recorded on January 30, 1997.
12:40 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:25 Al-Tarteel
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:30 Kids Time: A programme teaching children prayers, Islamic knowledge and arts and crafts.
16:00 Faith Matters
16:55 Life Of The Promised Messiah
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Seerat-un-Nabi
19:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
20:10 Deeni-o-Fiqahi Masail
20:40 Kids Time
21:10 Darsul Quran [R]
22:40 Seerat-un-Nabi
23:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Thursday August 1, 2013

00:25 World News
00:45 Al-Tarteel
01:10 Darsul Quran: Recorded on January 30, 1997.
03:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran
04:05 Mosha'airah: A pre-recorded evening of Urdu poetry.
05:00 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15 Yassarnal Quran
07:30 Quran Sab Se Acha
08:05 Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:40 Beacon Of Truth
09:45 Indonesian Service
11:00 Darsul Quran: Recorded on February 1, 1997.
12:35 Yassarnal Quran
13:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of the Friday sermon delivered on July 26, 2013.
15:10 Islami Mahino Ka Ta'aruf
15:55 Persian Service
16:30 Beacon Of Truth
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Islami Mahino Ka Taaruf
18:55 Tilawat
20:00 Faith Matters
20:55 Darsul Quran [R]
22:25 Quran Sab Se Acha
23:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 19 July , 2013 | Issue No. 29

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر94)

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اے ہوش و عقل والو! یہ عبرت کا ہے مقام
چالاکیاں تو ہیچ ہیں، تقویٰ سے ہوویں کام
جو متقی ہے اس کا خدا خود نصیر ہے
انجام فاسقوں کا عذابِ سعیر ہے
مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں
ایسا ہی پاؤ گے سخنِ کردگار میں
(درثمین،صفحہ:122-123)

قارئین الفضل کے لئے Persecution Report بابت ماہ اپریل 2013ء سے چند واقعات کا خلاصہ درج ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیارے آقا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے اور قبولیت کے نظارے جلد دکھائے۔آمین

......**گلشن راوی لاہور :** اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں کے نمازسینٹر پر منظّم حملہ کرکے الٹا احمدیوں کے خلاف دہشتگردی کے مقدمات درج کرنا ظلم کی انتہا ہے۔

مورخہ 28 اپریل کو گلشن راوی لاہور میں جماعت احمدیہ کے سینٹر پر مخالفین نے ہلّہ بول دیا اور پنجاب پولیس نے مظلوموں کی داد رسی کی بجائے ان کو ہی گرفتار کرکے دہشتگردی کا مقدمہ درج کرلیا۔

تفصیلات کے مطابق مذکورہ نماز سینٹر میں ایک احمدی نوجوان نماز کی ادائیگی کے لئے آیا تو وہاں بہت سے مولویوں کو جمع دیکھ کر نماز سینٹر کا دروازہ اندر سے بند کرلیا مخالفین زبردستی اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے رہے اس دوران کسی شرپسند نے پولیس کو اطلاع بھیجی کہ ایک نامعلوم شخص ہمارے گھر میں داخل ہوا تھا اور اب بھاگ کر نماز سینٹر میں چھپ گیا ہے۔اسی اثناء میں مخالفین زور زبردستی اور غیر قانونی طور پر نماز سینٹر کے اندر گھس آئے اور پولیس کی آمد کے باوجود نماز سینٹر کی تلاشی لیتے رہے۔

شاید یہ شرپسند جماعت احمدیہ کی مساجد کو بھی لال مسجد جیسا سمجھتے ہیں جہاں گولہ بارود کے ڈھیر جمع تھے جو کئی ہفتوں تک پاکستان کی بہادر فوج اور رینجرز کے خلاف لڑائی میں استعمال ہوتے رہے تھے۔

نماز سینٹر سے اور کچھ نہ ملا احمدیہ لائبریری کی کتب سمیٹنے لگے کیونکہ تمام معاندین جانتے ہیں کہ احمدیہ علم الکلام کا ہر ورق ان کے جھوٹ کی قلعی کھولنے اور عوام کالانعام کے لئے بنائے ہوئے ان کے ہوائی قلعے زمین بوس کرنے کے لئے ڈائنامائیٹ کا حکم رکھتا ہے۔ پولیس نماز سینٹر کی لائبریری کی کتب اور سات احمدیوں کو گرفتار کرکے تھانہ گلشن راوی لے گئی۔ ان اسیروں میں ایک خاتون اور 12 سالہ بچہ بھی تھا۔ ان گرفتارشدگان اور دیگر مقامی احمدیوں کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگا کر مقدمہ درج کرلیا۔

اگر تجزیہ کیا جائے تو پاکستان، جس کو اسلامی جمہوریہ کا نام دیا گیا ہے میں احمدیوں کی نماز میں دخل دیا گیا۔بغیر اجازت ان کے املاک میں داخل ہوکر قانون شکنی کی گئی۔ نماز سینٹر سِیل کیا گیا۔عورتوں اور بچوں پر بھی رحم نہ کیا گیا۔ نمازیوں پر توہین مذہب اور دہشتگردی کے مقدمات قائم کئے گئے۔

تھانہ گلشن راوی میں مورخہ 29 اپریل کو ایف آئی آر نمبر 385/13 درج ذیل آٹھ افراد کے خلاف دفعہ 295-B اور 11 WATA لگا کر کاٹی گئی: مکرم نصیر احمد قریشی صاحب، مکرم خواجہ محمد ارشاد صاحب، مکرم نعیم احمد خان صاحب، مکرم عبدالرحیم صاحب، مکرم عطامحمد صاحب، مکرم احمد محمود صاحب، مکرم ثاقب محمود صاحب، مکرم نعمان مہدی ورک صاحب۔ان میں مکرم نصیر قریشی صاحب مربی سلسلہ 70 سال کے معمر انسان ہیں۔ خواجہ محمد ارشاد صاحب مقامی جماعت کے صدر ہیں۔لاہور میں احمدیوں پر پے در پے مسلّح حملوں کے بعد سے مکرم عطامحمد صاحب نماز سینٹر کی سیکیورٹی ڈیوٹی کرتے ہیں۔

شواہد بتاتے ہیں کہ یہ ساری کارروائی باقاعدہ تیاری اور منظّم انداز میں مکمل کی گئی ہے اور جھوٹی کہانی گھڑی گئی جو ایف آئی آر کی زینت بنی ۔اس ساری بدبختی میں پولیس کے حصہ کا اندازہ لگانا بھی چنداں مشکل نہیں ہے۔ پولیس نے آکر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگا کر شرپسندوں کی معیت میں نماز سینٹر کا کونہ کونہ چھان مارا۔کوئی نازک خیال یہ سمجھے کہ یہ محض چند مولوی یا محلّہ دار تھے جو موقع پر جمع ہو گئے تھے بلکہ پولیس کی آمد سے قبل ہی نماز سینٹر پر دھاوا بولنے والے بعض غنڈے آتشی اسلحہ سے لیس تھے۔معصوم احمدیوں کے خلاف اس ناپاک مہم جوئی کے سرغنہ حسن معاویہ اور بدرعالم نامی مولوی ہیں جو ایک عرصہ سے شہر بھر میں احمدیوں کے خلاف ابولہب کی اہلیہ والا کام کررہے ہیں۔ نیز مقدمہ کے مدعی مولوی عبدالعزیز کے الفاظ ’’میں درخواست دہندہ ایک صحیح العقیدہ مسلمان ہوں جس کا ختم نبوت پر ایمان کبھی بھی ڈگمگایا نہیں ہے۔ میرے علم میں آیا......‘‘ ہی چغلی کھا رہے ہیں کہ نماز سینٹر پر حملہ فرقہ واریت کی بدترین مثال ہے خواہ اب یہ بدطینت لوگ جو مرضی کہانی گھڑ لیں۔

ڈیلی ایکسپریس ٹریبیون نے یکم مئی کے شمارہ میں لکھا کہ مقدمہ کا مدعی مولوی عبدالعزیز ،سیاسی جماعت مسلم لیگ نواز کے علماء ومشائخ ونگ کا جوائنٹ سیکرٹری ہے۔اس مولوی کا قول ہے کہ میں پولیس پر دباؤ بڑھا کر نماز سینٹر میں مصروف عبادت دیگر پندرہ احمدیوں کو بھی گرفتار کروانے کی کوششیں جاری رکھوں گا۔

حملہ آوروں کے نگران مولوی معاویہ کا بیان تھا کہ ہم مسلح ہوکر نماز سینٹر کے اندر گئے تھے اور پولیس نے ہمارے ذاتی اسلحہ میں سے دو پستول رکھ لئے ہیں۔ مذکورہ بالا اخبار نے 2 مئی کے شمارہ میں بھی اس مذہبی غنڈہ گردی کا نوحہ لکھا۔

گزشتہ دو برسوں کے میسر اعداد وشمار کے مطابق محمد حسن معاویہ عرف طوطی، جو خود مولوی، مولوی کا بیٹا اور مولوی کا بھائی ہے، جماعت احمدیہ کی دشمنی اور ایذادہی میں پہلی پوزیشن پر موجود ہے۔طوطی کا بھائی مولوی طاہر محمود اشرفی اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن اور آل پاکستان علماء کونسل کا چیئرمین ہے۔

طوطی کے کارہائے نمایاں میں سے چند کا اندراج کرتا ہوں تا قارئین کے لئے اس مفسدہ پرور کی کچھ نقشہ کشی ہوسکے۔ لاہور بار میں شیزان جوس پر پابندی کی قرارداد پاس کروائی۔طوطی نے ایک احمدی مکرم عزیز الرحمٰن صاحب کو باغبان پورہ میں تشدد کا نشانہ بنایا، اور مشتعل ہجوم کے سامنے اس قریب المرگ مضروب احمدی کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کردیا۔مکرم منور احمد سندھی صاحب کی اہلیہ کے جنازہ اور تدفین کو روکنے کی کوششیں کیں تب مجبوراً متوفیہ کو خفیہ طور پر رات کے اندھیرے میں دس کلومیٹر دور قبرستان میں دفن کیا گیا۔مکرم عابد چغتائی صاحب صدر جماعت کے گھر سے اللہ کا نام مٹوانے میں اپنی باندی پنجاب پولیس کے ساتھ آیا اور الیس اللہ والی انگوٹھی پہننے پر اس احمدی کے خلاف 295-C کا مقدمہ درج کروایا۔ گوماڈل ٹاؤن کے احمدیہ قبرستان میں مدفون احمدی مرحومین پر غیر انسانی حملہ میں ’’نامعلوم‘‘ افراد ملوث تھے لیکن اس قبرستان کے خلاف مقدمہ کا گواہ یہی طوطی تھا۔ جبکہ اللہ سے تو کوئی بھی ’’نامعلوم‘‘ نہیں رہ سکتا ہے۔

اسی طوطی نے ایک سولہ سالہ احمدی نوجوان کے خلاف تھانہ سمن آباد میں احمدیہ مطبوعات رکھنے کے جرم میں فوجداری مقدمہ درج کروایا۔

طوطی نے بلیک ایرو پرنٹنگ پریس کے مالک کے خلاف متفرق دفعات کا مقدمہ درج کروایا۔اسی طوطی گروپ نے احمدی نوجوان مکرم خالد اشرف صاحب کو احمدیوں کو روزنامہ الفضل کی تقسیم کے جرم میں حبس بیجا میں رکھا، تشدد کا نشانہ بنایا، جان سے مارنے کی دھمکیاں دیں اور پولیس کے پاس چند مقامی احمدیوں اور الفضل کے ایڈیٹر اور پبلشر کے خلاف احمدیوں کے لئے مخصوص قوانین کی دفعات اور دہشتگردی کی دفعات لگا کر مقدمہ بھی درج کروادیا۔گلشن راوی کے معصوم نمازیوں پر مقدمات درج کروانے والے اس طوطی کی انتخاب کردہ دفعات ہی اس سیاسی مولوی کے بھائی کے عزائم کا پردہ چاک کررہی ہیں اور اس کا دائرہ لاہور شہر تک محدود تصور کرنا بھی محض معصومیت ہے کیونکہ دہشتگردی کی دفعات کا ہدف بننے والے الفضل کے مدیر اور پبلشر تو لاہور سے قریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر دور آباد ہیں۔پس ہم دیکھ سکتے ہیں کہ لاہور شہر میں عدالت، پولیس، مفاد پرست دنیادار اور مذموم مقاصد رکھنے والے مولوی سب مل کر احمدیوں کے خلاف مذہبی دہشتگردی کی مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔

......پاکستان کے قدیم ترین روزنامہ اخبار الفضل کے مدیر محترم عبدالسمیع خان صاحب اور پبلشر مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب کے خلاف پولیس نے مورخہ 10 اپریل کو لاہور میں دہشتگردی اور آرڈیننس XX کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کرلیا۔جبکہ دیگر چار احمدی احباب کو تھانہ اسلام پورہ کی حوالات میں ڈال دیا گیا۔

مورخہ 10/اپریل کو تقریباً 30 مولویوں کے ٹولے نے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت مکرم خالد اشرف صاحب کو مکرم طاہر احمد شاہ صاحب کے گھر الفضل دیتے پکڑا، مارا پیٹا اور مکرم طاہر شاہ صاحب کے گھر پر حملہ کردیا۔اہل خانہ اور چھوٹے بچوں کو نہایت بے رحمی سے زدوکوب کیا۔ان مذہبی ڈاکوؤں نے گھر کے اندر سے دو لیپ ٹاپ اور دو موبائل فونز کا بھی صفایا کیا۔ان غنڈوں کے حقیقی بھائی پولیس والوں نے آن کر زخمی احمدیوں کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور ان مظلوموں کے خلاف ہی دہشتگردی کا مقدمہ درج کرلیا۔اور پولیس نے اخبار کے مدیر اور پبلشر کو مفرور قرار دے کر گرفتاری کے لئے چھاپے مارنے کا عندیہ دیا ہے۔

یہ چاروں احمدی تاحال پابند سلاسل ہیں اور ان کی ضمانت میں رکاوٹیں ڈالنے کے لئے ہر شیطان صفت مصروف عمل ہے۔

...... آغاز جنوری سے مولوی اور پولیس کے مشترکہ دھاوا کے بعد سے بلیک ایرو پرنٹنگ پریس کے مالکان و ملازمین وغیرہ پابند سلاسل تھے۔سیشن لیول پر ضمانت کی درخواستیں ناقابل قبول رہیں تو مورخہ 4 اپریل کو لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس خواجہ امتیاز احمد کی عدالت میں ضمانت کی استدعا کی گئی جو قانونی اعتبار سے نہایت مضبوط تھی۔مگر اس موقع پر بھی مذہبی دہشتگردوں کا ٹولہ جمع ہوگیا اور پولیس کو ناکوں چنے چبوانے کے ماہر مولوی اس دفعہ ملک کی اعلیٰ عدالت کے جج کو انصاف کی فراہمی سے روکنے کے لئے سرگرم عمل تھے اور ان غنڈوں کی اعانت کے لئے بدنام زمانہ وکلاء گردی کے ماہرین بھی آن موجود ہوئے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی کی تحریرات سے بھرپور بینر عدالت کی بیرونی دیوار پر لگایا گیا۔ تب معزز جج صاحب نے آزاد عدلیہ کا بھی بھرم نہ رکھا اور فوراً ہی گھٹنے ٹیک دیئے۔اور 17 ہفتے سے یہ چار احمدی جیل کی تلخیاں جھیل رہے ہیں۔

ہر صاحب ہوش سے سوال ہے کہ کیا یہ صرف ان چاروں احمدیوں کی شخصی آزادی کا خون ہے یا اسلامی جمہوریہ میں عدل وانصاف کے جنازہ کی صف بندی؟؟

(باقی آئندہ)